بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شیعہ عقائد و اعمال کا تعارف

## اہلسنت کی کتابوں سے

(مکمل حوالوں کے ساتھ)

## اتحاد بین المسلمین کی ایک علمی کوشش

تحقیق ڈاکٹر محمد حسن رضوی

# شیعہ عقائد و اعمال کا تعارف

اہلسنّت کی کتابوں سے

(مکمل حوالوں کے ساتھ)

اتحاد بین المسلمین کی ایک علمی کوشش

تحقیق

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

نام کتاب:

ترتیب وتالیف: ڈاکٹر سید محمد حسن رضوی

صفحات:

تعداد: 1000

قیمت: روپے

ناشر: اکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ

مطبوعہ: انجف پرنٹرز و پبلشرز

ملنے کا پتہ

B-285 بلاک 13 فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

فون: 6364519

ایف 56 خیابان میر تقی میر رضویہ سوسائٹی، ناظم آباد، کراچی

فون: 021-6701290 موبائل: 0300-2459632

# کتاب کی ضرورت اور تعارف

شیعہ مذہب کا ایک ایسا بھرپور مختصر تعارف جو عالم اسلام کی صف اول کی کتابوں کے مکمل حوالوں کے ذریعہ کیا جانا اسلئے ضروری تھا کہ عالم اسلام کے عوام تو کیا اکابر سنی علماء بھی شیعیت کی فکر وعقائد کو نہیں پہچانتے۔ کیونکہ شیعہ مذہب اہلبیت رسول کا مذہب ہے، اسلئے خلفاء بنی امیہ اور خلفاء بنی عباس کے ظلم وستم کا بھرپور نشانہ بنا رہا۔ ان خلفاء کے وظیفہ خور علماء نے شیعہ مذہب کے خلاف اتنا زبردست زہر اگلا اور پروپیگنڈا کیا کہ اس مذہب کی حقیقی فکر اور اصلی چہرہ سامنے ہی نہ آسکا۔ اس پر مزید ظلم یہ ہوا کہ شیعہ کتابیں بار بار جلائی گئیں اسلئے خواص وعوام کو شیعہ کتب کے مطالعہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ انکی معلومات بس وہی رہیں جو اموی عباسی خلفاء کے وظیفہ خوروں نے لکھیں۔ اسی لئے ابن خلدون جیسا عظیم سنی عالم بھی شیعہ مذہب کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ اسکا اندازہ انکی اس تحریر سے ہوتا ہے جو اس نے اہلبیت رسولؐ کے نویں امام محمد تقیؑ الجواد کے بارے میں لکھی ہے "امام موسیٰ کاظمؑ نے ۲۲۰ھ میں انتقال فرمایا اور مقابر قریش میں دفن ہوئے۔ اثنا عشری شیعہ نے گمان کیا کہ ان کے بیٹے علی ملقب بہ ہادی امام ہیں جو جواد کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ۲۵۴ھ میں انہوں نے انتقال کیا اور قم میں دفن ہوئے"۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۵ ص ۸۷ نفیس اکیڈمی)

## لفظ شیعہ :۔

شیعہ کی جمع اشیاع ہے اور لفظ شیعہ کی اصل مشایعت ہے یعنی ''پیچھے پیچھے چلنا۔ پیروی کرنا'' اسلئے شیعہ کسی شخص کے پیروکار کو کہتے ہیں۔

(قاموس جلد ۳ ص ۴۷ طبع مصر)

قرآن میں خداوند عالم نے حضرت نوحؑ کے بارے میں فرمایا

''نوحؑ کے پیروکاروں میں ابراھیمؑ بھی تھے''۔ (القرآن)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ''شیعہ عربی زبان میں اس گروہ یا جماعت کو کہتے ہیں جسکے افراد بنیادی نظریات اور طور طریقوں میں ایک جیسے ہوں۔

(معارف القرآن جلد ۷)

پھر آگے بڑھ کے یہی لفظ حضرت علیؑ کے پیروکاروں کیلئے مخصوص ہو گیا۔ صاحب قاموس نے لکھا ''یہ نام شیعہ غالب آ گیا ہے ہر اس آدمی پر جو حضرت علیؑ اور ان کے اہلبیتؑ سے محبت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اب یہ لفظ اُنہیں کیلئے مخصوص ہو چکا ہے''۔ (قاموس جلد ۳ ص ۴۷، لسان العرب جلد ۲ ص ۱۸۹)

علامہ ابن خلدون نے لکھا ''اگلے پچھلے فقہاء اور اہل کلام کی اصطلاح میں شیعہ کے لفظ کا اطلاق علیؑ اور انکی اولاد کے پیروکاروں پر ہوتا ہے''۔

(ترجمہ مقدمہ ابن خلدون جلد ا ص ۳۶۳ شائع کردہ نفیس اکیڈمی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام انجام دیئے وہی سب سے بہتر مخلوق ہیں''۔ (القرآن)

تو جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ وہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ

ہیں۔ قیامت کے دن تم لوگ خوش کیے جاؤ گے۔

(ابن مردویہ۔ ابونعیم۔ سیوطی فی تفسیر در منثور)

## حضراتِ شیعہ کا استدلال اور شیعیت کا بنیادی فلسفہ:۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا (۱) اے علیؑ میرے بعد میری امت اختلافات میں مبتلا ہوگی اس وقت تم ہی راہ حق واضح کرو گے۔ (حاکم فی مستدرک جلد ۳ ص ۱۲۲)

(۲) دیلمی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' علیؑ میرے علم کا دروازہ ہیں اور میں جن چیزوں کو لے کر مبعوث ہوا ہوں، میرے بعد علیؑ ہی ان چیزوں کو میری امت سے بیان کریں گے، اسلئے انکی محبت ایمان ہے اور انکی عداوت کفر و نفاق ہے''۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶)

(۳) جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' میں جسکا مولیٰ، آقا، حاکم ہوں، علیؑ بھی اسکے مولا اور آقا اور حاکم ہیں''۔ (رواہ احمد و ترمذی)

(۴) جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی (سرپرست) ہیں''۔ (مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۴۱۷)

(۵) جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' اللہ علیؑ پر رحم کرے۔ اے اللہ حق کو ادھر موڑ دے جدھر علیؑ مڑیں''۔ (مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۴۴۹)

(۶) جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسرے میری اولاد اہلبیت۔ جب تک تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے، کبھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے''۔ (صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ مسند احمد ابن حنبل)

(۷) جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' جان لو کہ میرے اہلبیت کی مثال نوحؑ کی کشتی کی

سی ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا، نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا، وہ ہلاک ہوا"۔ (تفسیر کبیر امام رازی، مشکوۃ المصباح جلد ۸ ص ۲۹۳)

(۸) جناب رسول خداؐ نے فرمایا "علیؑ نیک لوگوں کے امام ہیں اور فاسقوں، فاجروں کو قتل کرنے والے ہیں۔ جس نے انکی مدد کی وہ کامیاب رہا اور جس نے انکی مدد سے منہ موڑا، اسکی مدد نہ کی جائے گی"۔ (مستدرک جلد ۳ ص ۱۲۹)

حضرت جابر نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

انہیں حدیثوں کو دیکھ کر اور لکھ کر اہلسنت کے عظیم عالم علامہ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ نے لکھا "اہلبیتؑ کے شیعہ ہم اہلسنت والجماعت ہیں، کیونکہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں، جس طرح خدا اور اسکے رسولؐ نے حکم دیا ہے"۔

(صواعق محرقہ۔ تحفہ اثنا عشریہ)

مگر افسوس کہ دعویٰ یہ ہے جبکہ امام بخاری نے ۶۲۰۰ احادیث میں سے صرف ۱۹ حدیثیں حضرت علیؑ سے لیں۔

## شیعیت کی ابتداء:۔

جب رسول خداؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت علیؑ کو دعوت طعام کا بندوبست کرنے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگوں نے کھانا کھالیا تو رسول خداؐ نے اپنا مشن بیان فرمایا، پھر لوگوں سے پوچھا تم میں کون ہے جو میرا ساتھ دے گا؟ سب خاموش رہے۔ صرف حضرت علیؑ اٹھے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کو بٹھا دیا اور پھر پوچھا کہ کون ہے جو میرا ساتھ دے گا؟ سب خاموش رہے اور حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے۔ جب تیسری

مرتبہ بھی یہی ہوا تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا:

"ان ھذا وصی و خلیفتی و وزیری فیکم فاسمعوا واطیعوا

یہ (علیؑ) میرا بھائی ہے، میرا وصی ہے، میرا وزیر علیؑ ہے اور میرا خلیفہ بھی ہے۔ تم اسکی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو"۔

(تاریخ طبری جلد ا ص ۸۹ شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)

پھر جب رسولؐ کی زندگی کا آخری سال آیا تو خدا نے رسولؐ کو حکم دیا:

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک "اے رسول! جو حکم تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اترا ہے اسکو پہنچاؤ، اگر تم نے وہ نہ کیا تو رسالت کا کام ہی نہ کیا"۔

(القرآن)

رسول خداؐ نے قافلہ رکوایا جبکہ آپؐ حج سے واپس لوٹ رہے تھے اور غدیر کے مقام پر پالان شتر کے ممبر پر جا کر علیؑ کو اٹھایا اور فرمایا من کنت مولا وعلی مولا "جسکا میں مولیٰ ہوں اسکے علی بھی مولا ہیں"۔

(مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۱۷۲)۔

## علامہ ابن خلدون کا بیان:۔

"سمجھو کہ شیعہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ بعد وفات رسولؐ اہلبیت رسول کا خیال یہ ہوا کہ ہم حکومت کے مستحق ہیں اور خلافت ہمارے ہی ساتھ مخصوص ہے۔ ہمارے سوا کوئی اس خصوصیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا"۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۳ ص ۲۳۔۲۴ شائع کردہ نفیس اکیڈمی)

پھر لکھتے ہیں کہ صحابہ کا ایک گروہ بھی حضرت علیؑ کا طرفدار تھا۔ وہ لوگ انہیں کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے۔ لیکن جب خلافت دوسروں کے قبضے میں چلی گئی تو انکو افسوس ہوا مثلاً زبیرؓ، عمار بن یاسرؓ، مقداد بن اسودؓ وغیرہ۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۳)

## مسلمانوں نے رسول خداؐ کے بعد علیؑ کی بیعت کیوں نہ کی؟

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ "حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے تعلقات قریش کے ساتھ کچھ ایسے پیچ در پیچ تھے کہ قریش کسی طرح بھی علیؑ کے آگے سر نہیں جھکا سکتے تھے"۔ (الفاروق ص ۷۸ مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے لکھا "قریش کی اکثریت بنی ہاشم سے خلافت کو اسلئے نکالنا چاہتی تھی کہ کہیں خلافت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے انہیں کی وراثت نہ ہو جائے اور وہ ہمیشہ کیلئے بنی ہاشم کی رعایا نہ بن جائیں، اسلئے بنی ہاشم کو جان بوجھ کر خلافت سے دور رکھا گیا"۔ (حضرت عثمان تاریخ اور سیاست کی روشنی میں ص ۱۶۱)

## سوال یہ ہے کہ پھر حضرت علیؑ نے تلوار کیوں نہ اٹھائی؟

مورخ طبری نے لکھا "جیسے ہی جناب رسول خداؐ کی وفات کی خبر پہنچی، اسود عنسی نے یمن میں، مسلمہ نے یمامہ میں، طلیحہ نے بنی اسد کے علاقوں میں بغاوت کر دی"۔ (تاریخ طبری جلد ا ص ۱۵۳)

عظیم مورخ ابن ہشام نے لکھا کہ "رسول خداؐ کی وفات ہوتے ہی مکہ والے مرتد ہونے لگے اور اسلام سے پھرنے لگے۔ یہاں تک کہ عقاب بن اسد جو نبی پاکؐ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے، باغیوں کے خوف سے چھپ گئے"۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۴۴۱)

مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ''آنحضرتؐ نے جس وقت وفات پائی، مدینہ منافقوں سے بھرا پڑا تھا، جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول خداؐ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کردیں''۔ (الفاروق ص ۸۸ شائع کردہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ابوالحسن علی ندوی نے تو یہاں تک لکھا ''صرف دو یا تین ایسے مقامات بچے تھے جہاں نماز ہو رہی تھی، پورا جزیرۃ العرب ارتداد کی زد پر تھا۔ اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر یہ ارتداد کچھ اور پھیلا تو پورا عرب اسلام کی دولت سے محروم ہو جائیگا''۔

(خلفائے اربعہ کی ترتیب خلافت ص ۱۹ شائع کردہ مجلس نشریات اسلام کراچی)

## ایسے حالات میں حضرت علیؑ نے کیا کیا؟

اسکے بارے میں احمد حسن مصری لکھتے ہیں ''علیؑ نے خود غرضی سے کام نہ لیا، نہ فرقہ بندی کی کوشش کی، نہ موقع کی تلاش میں رہے، نہ تعصب کو ابھارا، نہ مال و دولت سے للچائے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ کے ساتھ نیک نیتی سے پیش آئے اور حضرت عثمان کی بھی خیر خواہی کی اور مخلصانہ مشورے دئے''۔

(تاریخ ادب عربی ص ۲۱۱)

## حضرت علیؑ کا موقف:۔

عظیم مصری محقق محمود العقاد نے لکھا ''یہ مسلّم ہے کہ حضرت علیؑ اپنے آپ کو

خلافت رسول کا سب سے زیادہ مستحق سمجھتے تھے۔ جس دن حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے اس دن بھی وہ یہی نظریہ رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو جس دن خلیفہ نامزد کیا گیا، اس دن بھی علیؑ کی رائے میں رتی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ بنائے جانے کے وقت بھی وہ اپنی سابقہ رائے پر ہی قائم تھے"۔

(علی شخصیت کردار ص ۱۹۸ ترجمہ منہاج الدین اصلاحی مطبوعہ لاہور)

وہ پھر لکھتے ہیں کہ "مگر حضرت علیؑ پر اپنی حق تلفی کا احساس اسقدر غالب نہیں آیا جو عام طور پر انسانوں کو مغلوب کر لیا کرتا ہے"۔

ڈاکٹر طہٰ حسین نے لکھا "حضرت عثمانؓ کی بیعت سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علیؑ کے سامنے یہ شرط پیش کی کہ وہ کتاب خدا، سنت رسولؐ اور سیرت شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی پیروی کریں گے تو "حضرت علیؑ نے تیسری شرط ماننے سے انکار کر دیا"۔ (حضرت عثمان تاریخ اور سیاست کی روشنی میں ص ۱۶۲ مطبوعہ کراچی)

## شیعہ مذہب کی علمی خصوصیت:۔

شیعہ مذہب نے تمام اسلامی تعلیمات حضرت علیؑ اور ان کے جانشین ائمہ اہلبیتؑ سے حاصل کیں کیونکہ رسول خداؐ نے انہیں کو اپنے علم کا دروازہ، نجات کی کشتی اور قرآن کا ساتھی قرار دیا تھا۔ قرآن نے انکی طہارت وولایت کا اعلان کیا تھا۔

## اصول دین (شیعی نقطہ نظر سے)

### توحید:۔

حضرت علیؑ نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود (لائق عبادت) نہیں جو یکتا ہے، وحدہ لاشریک ہے۔ وہ اوّل ہے اسطرح کہ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور آخر ہے یوں کہ اسکی کوئی انتہا نہیں"۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۸۳)

نیز فرماتے ہیں "وہی خدا اپنی اوّلیت کے سبب سے واجب (الوجود) ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہ ہو اور اسکے آخر ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ اسکے بعد کوئی نہ ہو"۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۹۹)

پھر فرماتے ہیں "جو کہے اسکی بھی سنتا ہے، جو چپ رہے اسکے بھید کو بھی وہ خوب جانتا ہے۔ جو زندہ ہے اسکا رزق اسکے ذمہ ہے اور جو مرجائے اسکا پلٹنا اسی کے ذمہ ہے"۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۰۷)

"وہ ایسا سخی ہے کہ تمام سوالوں کا پورا کرنا اسکو مفلس نہیں بنا سکتا اور گڑگڑا گڑگڑا کر سوال کرنے والوں کا اصرار اسکو بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا"۔

(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۰۹)

## عدل:۔

شیعہ مذہب میں اصول دین کا دوسرا اہم ترین عقیدہ عدل ہے یعنی خداوند عالم سو فیصد عادل ہے اور وہ مکمل عدالت کے ساتھ جزا و سزا دے گا۔ اور کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

آیت اللہ محمد حسین آل کاشف الغطاء نے لکھا کہ عدل کے معنی ہر چیز کو اسکے موزوں ترین مقام پر رکھنا اور حق دار کو پورا حق ادا کرنا۔ عدل ہی سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیونکہ عادل حکیم نے میزان عدل ہی سے انکو ایجاد فرمایا ہے۔ اسکے برخلاف ظلم

قیامت کی تاریکی ہے۔ اللہ نے خود عدل واحسان کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عدل تقویٰ سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ (الدین الاسلام ص ۱۶۸)

قرآن مجید میں خداوند عالم نے خود فرمایا ہے کہ "اللہ اپنے غلاموں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا"۔ (القرآن)

خدا تو رحمن و رحیم ہے بلکہ ارحم الراحمین ہے۔ ایسی ذات سے ظلم کرنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ نیز خدا کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ظلم سے بڑا کوئی عیب نہیں۔ اسلئے خداوند عالم کیلئے ظلم کرنے کا تصور بھی ناقابل تصور ہے۔ رہا یہ کہنا کہ خدا کو کون عدل کرنے پر مجبور کر سکتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ خدا نے خود اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دیا ہے۔ (القرآن) اب جو اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دے لے اور خود کو رحمن ورحیم فرمائے، گویا اس نے خود اپنے اوپر عدل کو بھی واجب کر لیا۔ یا کم سے کم ظلم نہ کرنے کو واجب کر لیا۔ اسی لئے فرمایا "جو ذرہ کے وزن کے برابر بھی اچھا عمل کرے گا، وہ اسکو دیکھے گا اور جو ذرہ کے وزن کے برابر برا عمل کرے گا، وہ اس کو دیکھے گا"۔ (القرآن)

## نبوت:۔

خدا نے اپنے ذمہ اپنی مخلوق کی ہدایت کی ذمہ داری لی ہے۔ کیونکہ وہ عادل ہے اور عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ ہدایت کرے کیونکہ ہدایت کے بغیر سزا و جزاء باطل ہو جاتی ہے۔ اسی لئے خداوند عالم نے فرمایا ولکل قوم ھاد "ہر قوم کیلئے ایک ہادی ضرور ہوتا ہے"۔ (القرآن)

عملاً بھی خدا نے ہر قوم کیلئے ایک نہ ایک ھادی ضرور بھیجا حتیٰ کہ اوّل انسان حضرت آدم خدا کے نبی تھے اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔آپؐ کے بعد جو بھی نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

شیخ صدوقؒ نے لکھا "تمام انبیاء کرام حق کے ساتھ، خدائے برحق کی جانب سے تشریف لائے۔ان کا قول خدا قول، انکا حکم خدا کا حکم ہے۔اسلئے انکی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور انکی نافرمانی، خدا کی نافرمانی ہے۔تمام انبیاء کرامؑ میں سے کسی نے بھی خدا کی وحی اور خدا کے حکم کے علاوہ کوئی حکم خود اپنی طرف سے نہیں دیا۔تمام انبیاء کرامؑ میں سے پانچ ایسے نبی ہیں جو تمام انبیاء کرامؑ کے سردار ہیں۔جن پر وحی کا دارومدار ہے۔وہی الوالعزم پیغمبرؑ ہیں اور صاحب شریعت رسول ہیں۔وہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔حضرت محمد مصطفیٰؐ سب سے افضل ہیں۔سب کے سردار ہیں۔ہم تمام انبیاء کرام کو اس لئے مانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ نے انکی تصدیق فرمائی ہے"۔

(اعتقادیہ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ)

امامت:۔

خدا کے حکم پر حضرت محمدؐ نے اپنے بارہ جانشین مقرر فرمائے جو بارہ امام ہیں اور رسول خداؐ کے خلیفہ برحق ہیں۔صحیح بخاری میں ہے کہ جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا کو ارشاد فرماتے سنا کہ میرے بعد بارہ حاکم ہوں گے۔اسکے بعد آپؐ نے کوئی فقرہ فرمایا جو میں سن نہ سکا۔میرے باپ نے کہا پیغمبرؐ نے فرمایا وہ سب

کے سب قریش سے ہوں گے۔ (شرح بخاری جلد ۹ص ۲۹۶ تاج کمپنی)

امام ابوداؤد نے سنن ابوداؤد میں لکھا کہ رسول خداؐ نے فرمایا "جب تک تم لوگوں پر بارہ خلیفہ رہیں گے، اس وقت تک یہ دین قائم رہے گا"۔

(سنن ابی داؤد جلد ۳ص ۲۴۷)

امام ترمذی نے لکھا کہ رسول خداؐ نے فرمایا "میرے بعد بارہ سردار ہوں گے، وہ سب قریش سے ہوں گے"۔ (جامع ترمذی جلد ا ص ۸۱۳)

اب یہ بارہ رسولؐ کے خلیفہ یا امام کون ہیں؟ مذہب شیعہ کے نزدیک اہلبیتؑ کے بارہ امام ہیں، جنکے اول حضرت علیؑ ہیں اور بارھویں امام مہدیؑ ہیں۔

## اہلسنت ان بارہ اماموں کے تعین میں پریشان ہیں:۔

علامہ ابن خلدون نے لکھا "پہلے چار خلفاء کے بعد امام حسنؑ پانچویں خلیفہ ہیں۔ معاویہ چھٹے ہیں۔ ساتویں عمر ابن عبدالعزیز ہیں۔ باقی پانچ خلفاء اہلبیتؑ میں سے اولاد علیؑ میں سے ہوں گے"۔ (مقدمہ ابن خلدون جلد ۲ص ۱۷۸)

## علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا:۔

"رسول اللہؐ نے جن بارہ خلفاء کی بابت اشارہ فرمایا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ چار خلفائے راشدین، امام حسنؑ، معاویہ، ابن زبیر، عمر ابن عبدالعزیز یہ آٹھ ہوئے۔ انہیں میں المہدی کو بھی شامل کرنا چاہیئے کیونکہ عہد عباسی میں یہ ویسے ہی انصاف شعار عادل ہوئے جیسے بنی امیہ میں عمر ابن عبدالعزیز۔ دسواں الطاہر کو شمار کرلیا جائے، اس لئے کہ یہ بھی عدل وانصاف کا پیکر تھا۔ ان دس کے بعد دو خلفاء منتظر

باقی رہے۔ جن میں ایک امام مہدی ہوں گے جو اہلبیتؑ سے ہوں گے"۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۸)

مولانا وحید الزماں صدیقی مصنف لغات الحدیث نے حضرت علیؑ سے لے کر امام مہدیؑ تک ائمہ اہلبیتؑ کے بارہ نام لکھے اور پھر لکھا یہی بارہ امام ہمارے بھی امام ہیں۔ یہی امراء ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ منتہی ہوتی ہے انہیں کی طرف خلافتِ رسولؐ اور ریاستِ دین متین۔ یہی لوگ آفتاب آسمان یقین ہیں۔

(ہدیۃ المہدی ص ۱۰۲ بحوالہ عقل و تہذیب اہل حدیث ص ۱۲۲)

# ائمہ اہلبیتؑ کا تعارف کتب اہلسنت سے

## حضرت علیؑ۔

مولانا شبلی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ بچپن ہی سے رسول خداؐ کی گود میں اور تربیت میں پلے اور جس قدر آنحضرت (حضرت علیؑ) کو رسول خداؐ کے اقوال و افعال سے مطلع ہونے کا موقع ملا تھا، کسی کو نہیں ملا۔ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ اس قدر زیادہ کثرت سے کیوں روایات و احادیث بیان کرسکتے ہیں، دوسرے صحابہ کرام کے مقابلے میں؟ فرمایا "میں جناب رسول خداؐ سے جو کچھ دریافت کرتا تھا، وہ بتلاتے تھے اور جب چپ رہا کرتا تھا تو خود رسول خداؐ ابتداء کیا کرتے تھے"۔ اسکے ساتھ ساتھ آپ کی ذہانت اور قوتِ استنباط اور ملکہ استخراج ایسا بڑھا ہوا تھا کہ عموماً صحابہ اعتراف کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا عام قول تھا کہ خدا نہ کرے کہ کوئی مشکل مسئلہ

آن پڑے اور علیؑ موجود نہ ہوں۔ عبداللہ ابن عباس بھی اگرچہ خود مجتہد تھے مگر کہا کرتے تھے کہ جب ہمیں علیؑ کا فتویٰ مل جائے تو پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

(سیرت نعمان ص ۲۱۳ شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور)

محقق علامہ عباس محمود العقاد مصری لکھتے ہیں کہ "حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ کے زمانے میں خود ان حضرات اور دوسرے صحابہ کیلئے حضرت علیؑ کے فتاویٰ نظائر (مثالی) حیثیت رکھتے تھے۔ شریعت کا شاید ہی کوئی مسئلہ ہو جس میں حضرت علیؑ کی کوئی واضح رائے (ہدایت) موجود نہ ہو"۔ (علی شخصیت و کردار ص ۴۳ مولف عباس محمود العقاد مصری ترجمہ منہاج الدین اصلاحی شائع کردہ بستان لاہور)

صحابہ کرام میں صرف حضرت علیؑ ہی کی یہ شان تھی کہ فرمایا کرتے تھے "اللہ کی قسم قرآن میں کوئی ایک ایسی آیت نازل نہیں ہوئی، مگر یہ کہ میں اسکے بارے میں جانتا ہوں، کہ وہ آیت کس کی شان میں، کب اور کہاں اتری۔ بے شک میرے رب نے مجھے سوچنے سمجھنے والا دل، فصیح البیان زبان عطا فرمائی ہے۔ (علی ابن ابی طالب المفتی القاضی مصنف مصری عالم محقق عبدالستار آدم ص ۳۶ ترجمہ محمد ناصر قاسمی مطبوعہ لاہور)

## سوال یہ ہے کہ:۔

حضرت علیؑ سب سے بڑے عالم قاضی محدث تھے مگر بخاری شریف میں صرف ۱۹ حدیثیں ان سے لی گئیں اور مسلم شریف میں صرف ۲۰ حدیثیں لی گئیں۔ باقی احادیث کہاں چلی گئیں؟ یہ سوال اہلسنت بھائیوں کو حل کرنا چاہیئے کہ کس طرح خلفاء بنی امیہ، بنی عباس نے علم دین کو ضائع کیا اور امت کو اس علم سے محروم کر دیا جو حضرت

علیؑ کے ذریعہ امت کو ملا۔ اور آج ائمہ اہلبیتؑ کے بیانات کی شکل میں موجود ہے۔

## امام حسنؑ و امام حسینؑ :۔

اہلبیتؑ کے دوسرے اور تیسرے امام ہیں۔ جن کے بارے میں رسول خداؐ نے فرمایا "حسنؑ و حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔ (بخاری)

نیز فرمایا "حسنؑ و حسینؑ دونوں امام ہیں خواہ جنگ کیلئے کھڑے ہوں یا صلح کرکے بیٹھ جائیں"۔ (ترمذی شریف)

## امام زین العابدینؑ :۔

عظیم مصری محقق ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں کہ امام زہری نے فرمایا "میں نے علی ابن الحسین زین العابدینؑ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا"۔

(حضرت امام جعفر صادقؑ فقہ و اجتہاد ص ۲۳ مولف ابوزہرہ مصری مطبوعہ لاہور)

سارا عالم اسلام آپ کو امام امت مانتا تھا۔ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں "تمام دینی شخصیتوں میں سب سے با اثر و محبوب شخصیت حضرت علی ابن الحسینؑ (زین العابدینؑ) کی تھی جو اپنی عبادت تقویٰ زہد و ورع میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ تمام مسلمانوں کو جو ان سے تعلق تھا اسکا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک اپنی ولی عہدی کے زمانے میں طواف کیلئے آیا۔ شدت ہجوم کی وجہ سے وہ حجر اسود تک نہیں پہنچ سکا اور اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ مجمع کچھ کم ہو تو استلام کرے (حجر اسود کو چومے) اس درمیان حضرت علی ابن الحسینؑ آگئے۔ ان کا آنا تھا کہ پورا مجمع کائی کی طرح چھٹ گیا اور انہوں نے با آسانی طواف و استلام کیا۔ وہ جدھر سے

گزرتے تھے لوگ احترا ماراستہ چھوڑ دیتے تھے۔ ہشام نے انجان بن کر پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ عہد اموی کا مشہور ترین شاعر فرزدق نے برجستہ ۴۰ اشعار کہے اور اسکے تجاہل عارفانہ کا جواب دیا اور انکا شایانِ شان تعارف کرایا۔

(تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اوّل ص ۳۲ مولف علامہ سید ابوالحسن علی ندوی نیز استاد احمد حسن زیات مصری کی کتاب ادب عربی ص ۲۶۳ تاریخ ادب عربی ص ۲۶۱)

## حضرت امام محمد باقرؑ:۔

یہ اہلبیت کے پانچویں امام ہیں۔ معروف مصری اسکالر شیخ محمد خضری لکھتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین جو باقرؑ کے نام سے مشہور ہیں شیعہ امامیہ کے پانچویں امام ہیں۔

علامہ محمد ابن سعد لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور کثیر العلم والحدیث تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۳۰۲)

مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ''امام ابو حنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر رہے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتیں ان سے حاصل کیں۔ شیعہ و سنی دونوں نے مانا کہ امام ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت محمد (امام باقرؑ) کا فیض تھا''۔ (سیرت نعمان ص ۵۳ مطبوعہ لاہور)

## حضرت امام جعفر صادقؑ:۔

عظیم مصری اسکالر محمد ابو زہرہ لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ اور ان کے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ ان تمام لوگوں کے خلاف ہمیشہ برسرِ پیکار رہے جنھوں نے اسلام

کے خلاف غارت گری کے منصوبے تیار کر رکھے تھے اور مسلمانوں میں الحاد و زندقہ (لادینیت، دہریت) پھیلانے کی سعی کی تھی۔

(امام جعفر صادق فقہ و اجتہاد ص ۱۹۷ مطبوعہ لاہور)

عظیم سنی محقق علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ علم دین میں امام جعفر صادقؑ مرتبہ عالی پر فائز تھے۔ ادب میں انکا کوئی ہمسر نہ تھا۔ حکمت میں یکتا تھے۔ دنیا سے قطعی بے تعلق تھے۔ زہد اور ورع انکی خصوصیت تھی۔ ایک عرصہ دراز تک مدینہ منورہ میں انہوں نے علمی درسگاہ (یونیورسٹی) کی بنیاد رکھی۔ یہاں طالبان علم کشاں کشاں دور دور سے آتے تھے اور فیض پا کر واپس جاتے تھے۔ آپ سے وابستہ رہ کر پر اسرار علوم منکشف کرتے تھے۔ (یہ عالم اسلام کی پہلی یونیورسٹی تھی) انکی مجلس مدینہ میں اہل علم، طالبان حدیث، طلاب فقہ کا مرکز وحید تھی۔ جس شخص کو بھی ایک مرتبہ انکی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، وہ انکے علم اور شخصیت کا کلمہ پڑھنے لگا۔ ان کے خلق، حکمت، علم و فضل کی خوشہ چینی پر مجبور ہو گیا۔

(امام جعفر صادق فقہ و اجتہاد ص ۸۱۔۸۵ مطبوعہ لاہور)

امام ابو حنیفہ نے امام جعفر صادقؑ سے علوم حاصل کیئے۔ ابن تیمیہ نے لکھا کہ امام ابو حنیفہ انکے شاگرد کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ انکے ہم عصر تھے۔ علامہ شبلی نعمانی نے لکھا "یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہوں لیکن فضل و کمال میں انکو حضرت امام جعفر صادقؑ سے کیا نسبت؟ حدیث فقہ بلکہ تمام علوم اہلبیت رسولؐ کے گھر سے نکلے وصاحب البیت ادریٰ بما فیھا "گھر والا بہتر جانتا ہے کہ گھر میں کیا کیا ہے"۔

(سیرت النعمان ص ۵۳ شائع کردہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

امامانِ حقیقت کی مثالیں دوں تو کس سے دوں ؟
کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں مثالیں بے مثالوں کی ؟

(نواب رام پوری)

## امام موسیٰ کاظمؑ :-

اہلبیت رسولؐ کے ساتویں امام ہیں۔علامہ ابن حجر کی صاحب صواعق محرقہ نے لکھا'' آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم عابد سخی تھے''۔

(صواعق محرقہ ص ۲۰۱)

علامہ ابن طلحہ شافعی نے لکھا'' آپ جلیل القدر، عظیم الشان، جید مجتہد (عالم) تھے اور اپنی عبادت کی وجہ سے مشہور زمانہ تھے''۔ (مطالب السئول ص ۶۱)

عظیم سنی عالم فضل اللہ بن روز بہان نے لکھا'' امام موسیٰ کاظمؑ علائم کرامات اور حسبی نسبی بلندیوں کے حامل ہیں۔آپ سنت نبویؐ اور طریقہ مصطفوی کو زندہ کرنے والے اور دین وملت اسلامیہ کی علامتوں کو واضح کرنے والے ہیں۔عرب وعجم پر آپ کی محبت فرض کی گئی ہے''۔ (وسیلہ الخادم الی المخدوم مطبوعہ ایران ص ۲۳۰)

ابن ندیم نے اپنی مشہور کتاب الفہرست میں آپ کے چند شاگردوں کے نام اور تصنیفات کو بیان کیا ہے۔آپ کے صرف ایک شاگرد حسن ابن محبوب نے ۴۲ کتابیں لکھیں جن کے نام ابن ندیم نے لکھے۔

(فہرست ابن ندیم ص ۵۲۲ شائع کردہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

## حضرت امام علی رضاؑ:۔

مولانا شبلی نے لکھا کہ نہایت بڑے عالم اور اتقائے روزگار (یعنی) وقت کے سب سے بڑے متقی تھے۔ کیونکہ زہد مقدس کے علاوہ فضل وکمال میں خلافت کے شایان شان تھے۔ اسلئے مامون نے ان کو ولی عہد سلطنت کرنا چاہا۔ چنانچہ تمام اعیان سلطنت وارکین دربار کے سامنے اعلان کیا کہ آج دنیا میں جس قدر آل عباس ہیں، میں انکی لیاقت کا صحیح اندازہ کر چکا ہوں۔ نہ ان میں اور نہ آل نبیؐ میں آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جو استحقاق خلافت میں حضرت امام علی رضاؑ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔ پھر مامون نے تمام حاضرین سے حضرت امام علی رضاؑ کیلئے بیعت لی۔

(المامون ص ۷۷۔ ۷۸ شائع کردہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی)

## حضرت امام محمد تقیؑ:۔

اہلسنت کے عظیم محقق ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں " آپ اگرچہ باعتبار سن وسال صغیر تھے مگر قدر ومنزلت کے اعتبار سے کبیر تھے۔ اپنے والد ماجد کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے"۔ (مطالب السؤل از ابن طلحہ شافعی)

مامون نے آپؑ سے کئی علمی سوالات کئے۔ آپؑ نے برجستہ سب کا جواب دیا تو مامون نے برسر دربار کہا انت ابن الرضا حقاً " آپؑ واقعی امام رضاؑ کے فرزند ہیں"۔ (صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص ۲۰۴)

## حضرت امام علی نقیؑ:۔

عظیم سنی عالم لکھتے ہیں "آپ کا پورا نام ابوالحسن علی ابن محمد ہے۔ بڑے زاہد عابد، متقی بزرگ تھے۔ شیعوں کے دسویں امام ہیں"۔

(تاریخ اسلام ندوی جلد ۳ ص ۳۳۹ شائع کردہ مکتب رحمانیہ لاہور)

عالم اسلام کی عظیم کتاب مروج الذہب میں لکھا ہے کہ "خلیفہ متوکل کو اطلاع دی گئی کہ امام علی نقیؑ کے گھر میں شیعان علیؑ چھپے ہوئے ہیں اور اسلحہ جمع کر رکھا ہے۔ اس نے راتوں رات سپاہی گھر میں دوڑا دیئے، انہوں نے گھر کی تلاشی لی اور امامؑ کو گرفتار کر کے لائے۔ امامؑ گھر میں تنہا سنگ ریزوں پر بیٹھے تھے۔ بالوں کا کرتہ اور صوف کی چادر اوڑھی ہوئی تھی، تلاوت قرآن اور دعاؤں میں مشغول تھے، صرف کچھ علمی کتابیں ہاتھ آئیں۔ سپاہی اسی حالت میں امامؑ کو متوکل کے سامنے لے گئے اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ متوکل خلیفہ شراب پی رہا تھا، امامؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ کھڑے ہو کر احترام کیا اور مدہوشی اور بوکھلاہٹ میں شراب کا جام امامؑ کی طرف بڑھا دیا۔ امامؑ نے فرمایا میرا گوشت اور خون کبھی شراب کی گندگی سے آلودہ نہیں ہوا۔ متوکل نے کہا اگر شراب نہیں پیتے تو کچھ اشعار ہی سنا دیجئے۔ امامؑ نے ایسے اشعار سنائے جس میں موت اور قبر کی سزاؤں کا ذکر تھا۔ شراب کی سخت مذمت تھی۔ متوکل ان اشعار کو سن کر رونے لگا، سارا دربار بھی رونے لگا"۔ (مروج الذہب حصہ چہارم ص ۱۰۲)

## حضرت امام حسن عسکریؑ:۔

علامہ ابن صباغ مالکی لکھتے ہیں "آپ کا اخلاق شیریں، سیرت نیک، عادات و خصائل فاضلانہ تھے"۔ (الفصول المہمہ ص ۲۶۵)

آپؑ اپنی امامت کے تقریباً چھ سالوں کے دوران مسلسل حکومت کی نگرانی میں رہے۔ المعتمد عباسی نے کچھ عرصے جیل میں بھی رکھا۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۹۳ مطبوعہ کراچی)

امامؑ جیل میں رہتے ہوئے بھی لوگوں میں کس قدر مقبول تھے اسکا اندازہ ابن صباغ مالکی کے بیان سے ہوگا۔ "جب امامؑ کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو تمام سامرہ ہل گیا۔ ہر طرف شور و شیون برپا ہوگیا۔ بازار سنسان ہوگئے۔ دوکانیں بند ہوگئیں۔ تمام بنو ہاشم اور تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگ اور عوام الناس ان کے جنازے کی طرف دوڑے۔ سر من رائے اس دن قیامت کا نمونہ تھا"۔

(فصول المہمہ)

## حضرت امام مہدیؑ:۔

عظیم سنی عالم شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا "حضرت امام مہدیؑ سید اولاد فاطمہ زہراؑ سے ہیں۔ آپؑ کا چہرہ پیغمبرؐ کے چہرے کے مشابہ ہوگا۔ آپؑ کے اخلاق پیغمبرؐ کے اخلاق سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپؑ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا"۔ (کتاب الامام مہدیؑ ص ۶ شائع کردہ مکتب سید احمد شہید اردو بازار لاہور)

علامہ ابن خلدون نے لکھا "آخری زمانے میں خاندان اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا۔ وہ دین کو تقویت پہنچائے گا، انصاف کو پھیلائے گا، تمام ممالک پر غالب آئیگا، عیسٰیؑ آسمان سے اتریں گے اور امام مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وہ دجال کو قتل کریں گے۔ مسلمانوں کا امام مہدیؑ کے سلسلے میں حدیثوں سے

استدلال ہے جو تمام ائمہ اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں"۔

(مقدمہ ابن خلدون حصہ دوئم ص ۱۵۷ شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)

## ائمہ اہلبیتؑ معصوم ہیں:۔

قرآن مجید نے اہلبیتؑ کی طہارت کا کلمہ پڑھا ہے۔ "بس خدا نے یہ ارادہ فرمالیا ہے کہ اے اہلبیت تم سے ہر قسم کی نجاست (گناہ) کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا"۔ (القرآن سورہ احزاب)

شاہ اسماعیل شہید دہلوی نے لکھا "مقامات ولایت میں ایک عظیم مقام، مقام عصمت ہے۔ عصمت کی حقیقت حفاظت الٰہی ہے، جو معصوم کے تمام اقوال افعال، اخلاق، احوال، اعتقادات و مقامات کو راہ حق کی طرف کھینچ لاتی ہے اور حق سے روگردانی سے روک دیتی ہے۔ یہی حفاظت جب انبیاء سے متعلق ہو تو اسکو عصمت کہتے ہیں اور جب دوسرے کسی کامل سے متعلق ہو تو اسکو حفظ کہتے ہیں۔ پس عصمت اور حفظ حقیقتاً ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ لیکن ادب کی وجہ سے لفظ عصمت اولیاء اللہ کیلئے نہیں بولتے۔ خدا فرماتا ہے "میرے بندوں پر (اے شیطان) تو غلبہ نہ پاسکے گا، کیونکہ ان کیلئے تیرا پالنے والا مالک بہت کافی ہے"۔ (القرآن)

(منصب امامت ص ۷۰ مطبوعہ لاہور شاہ اسماعیل شہید)

پوری تاریخ گواہ ہے کہ ائمہ اہلبیتؑ پر شیطان کبھی غلبہ نہ پاسکا۔ اسی لئے آج تک ان کے بڑے سے بڑے دشمن بھی انکی کسی غلطی کو بیان نہ کرسکے۔

حضرت علیؑ کے بارے میں رسول خدا کا غیر مشروط یہ فرمانا علی مع

القرآن والقرآن مع العلی   ''علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے''۔ علیؑ کی عصمت کو ثابت کرتا ہے۔ پھر رسول خداؐ کا یہ فرمانا کہ میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور میرے اہلبیتؑ، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر نہ ملیں۔ اگر تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے تو کبھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (صحیح مسلم شریف)

اس حدیث نے ثابت کر دیا کہ اہلبیت رسولؐ کبھی گمراہ نہیں ہوں گے اور قرآن سے کبھی جدا نہ ہوں گے۔ اسی کو عصمت کہتے ہیں۔

## رسول کا نائب یا امام ہمیشہ خدا مقرر کرتا ہے:۔

تمام انبیاء کرام کی سنت یہی رہی ہے کہ ان کے نائب خداوند عالم نے مقرر کئے۔ قرآن نے جناب رسول خداؐ کو مثل موسیٰؑ قرار دیا۔ قرآن میں حضرت موسیٰؑ کی دعا موجود ہے کہ ''عرض کی میرے پالنے والے مالک! میرا سینہ کھول دے۔ میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے اہل (بیت) میں سے میرا وزیر مقرر فرما، میرے بھائی ہارون کو۔ اس سے میری قوت کو مضبوط کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک کر''۔

(سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۲۵ سے ۳۲ ترجمہ مولانا فتح علی خان جالندھری)

مفتی علامہ محمد شفیع نے اپنی تفسیر میں لکھا ''حضرت موسیٰؑ جب ایک مہینے کیلئے اپنی قوم سے الگ ہو کر کوہ طور پر گئے تو ہارونؑ کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر سب کو ہدایت کی کہ میرے پیچھے ان کی اطاعت کرنا تاکہ آپس میں اختلاف و نزاع نہ پھوٹ

پڑے۔اس سے معلوم ہوا کہ سنت انبیاءؑ یہ ہے کہ نبی اگر کہیں سفر پر بھی جائے تو کسی کو اپنا قائم مقام خلیفہ بنا کر جائے جو ان کے نظم وضبط کو قائم رکھے۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۶ ص ۹ مطبوعہ لاہور)

بیچارے شیعہ بھی بس یہی کہتے ہیں کہ آخری نبیؐ نے جب سفر آخرت اختیار کیا تو خدا کے حکم پر علیؑ کو خلیفہ مقرر کیا۔ جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا "خدا نے ہماری ولایت وامامت کو اسلئے فرض کیا تا کہ امت اختلاف سے بچ جائے"۔

نیز جناب رسول خداؐ نے فرمایا "اے علیؑ تمہاری منزلت میرے پاس وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰ کے پاس تھی۔ سوا اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

(بخاری شریف باب فضائل علی ابن ابی طالب)

پھر حضرت موسیٰ کو دیکھئے کہ خدا سے دعا فرما رہے ہیں کہ میرا وزیر میرے اہل میں سے بنا دے۔ گویا موسیٰ جانتے ہیں کہ (۱) وہ خود بھی اپنا وزیر نہیں بنا سکتے۔ اگر بنا سکتے تو خدا سے کیوں سوال کرتے اور اگر موسیٰ بھول گئے تھے تو خدا نے یاد کیوں نہ دلایا کہ تم خود اپنا وزیر بنالو۔ (۲) پھر موسیٰ کا یہ کہنا کہ "میرا وزیر میرے اہلبیت میں سے بنا" بتا رہا ہے کہ نبی کا وزیر نبی کے اصحاب یا امت میں سے نہیں بن سکتا، صرف نبی کے اہلبیت میں سے بن سکتا ہے اور وہ بھی خدا ہی مقرر کر سکتا ہے، امت مقرر نہیں کر سکتی۔

جب کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنا جانشین نہ مقرر کیا ہو تو رسول خداؐ کس طرح تمام انبیاء کرام کی سنت کے خلاف بغیر کسی کو اپنا جانشین بنائے دنیا سے جا سکتے تھے جبکہ آج امت کی فرقہ بندی کا بنیادی سبب ہی یہ ایک اختلاف ہے۔ جبکہ

رسول کو یہ معلوم تھا کہ لوگ جھوٹی حدیثیں بنارہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ جھوٹی حدیثیں گھڑ رہے ہیں۔ جو ایسا کرے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے گا"۔ (بخاری شریف)

اس قدر جاننے کے باوجود بھی آپؐ نے کوئی ذریعہ ایسا نہیں مقرر کیا جہاں سے تصدیق ہوسکتی کہ یہ حدیث سچی ہے یا جھوٹی؟

ایک جھونپڑی کا مالک بھی مرنے سے پہلے اپنا جانشین مقرر کرتا ہے۔ ہمارے نبیؐ کے پاس خدا کی امانت، ہدایات کی شکل میں تھی۔ آخر انھوں نے اسکی حفاظت کا کیا بندوبست کیا؟ اگر نہیں کیا تو مسلمانوں میں فرقہ اندازی کا ذمہ دار کون ہے؟

مورخ ابن خلدون نے لکھا "آنحضرتؐ نے تو اتنا بھی ضروری نہیں سمجھا کہ اپنے بعد کسی کا تقرر فرمادیتے"۔ (افکار ابن خلدون ص ۶۲ مولانا محمد حنیف ندوی)

نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا مفتی شفیع صاحب نے لکھا "خلافت راشدہ کے بعد طوائف الملوکی کا آغاز ہوا۔ مختلف خطوں میں مختلف امیر بنائے گئے۔ ان میں کوئی بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں"۔ (تفسیر معارف القرآن جلد ۱ ص ۱۸۶ کراچی)

عظیم سنی محقق مولانا وحید الزماں خان نے شرح بخاری میں لکھا "ہمارے زمانے میں مسلمانوں کی وہی بات ہورہی ہے کہ مسلمانوں کا کوئی امام نہیں جسکی وہ بالاتفاق اطاعت کریں۔ ہر فرقے نے اپنے مولوی مرشدوں کو اپنا امام بنارکھا ہے۔ کوئی کسی کی نہیں سنتا"۔ (تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۹ ص ۱۳۹ کراچی)

پھر لکھتے ہیں "یہ ہمارا وقت ہے کہ مسلمانوں کا کوئی شرعی امام نہیں۔ ہر ایک

شتر بے مہار کی طرح اپنے ہوائے نفس پر چل رہا ہے۔ مولویوں کا یہ حال ہے کہ ایک دوسرے کی تکفیر اور تذلیل کے سوا انکا کوئی شغل نہیں ہے۔ بجائے اسکے کہ مسلمانوں میں اتفاق کرائیں، ان میں پھوٹ ڈالتے ہیں"۔

(لغات الحدیث جلد ا کتاب ج ص ۹۶ کراچی)

مفکر اسلام ڈاکٹر اقبال نے کہا دین ملاں فی سبیل اللہ فساد۔ اب ایسے ملاؤں پر اسلام کو چھوڑ دینا اسلام کے ساتھ کتنا بڑا ظلم ہے۔ اسکی ذمہ داری کس پر ہے؟

## شیعہ نقطۂ نظر سے اسلام اور قرآن کے حقیقی وارث

ائمہ اہلبیتؑ ہیں سلاطین نہیں۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطیں کا پرستار کرے (اقبال)

## ائمہ اہلبیتؑ کی خلافت و امامت کا ثبوت:۔

جب رسول خداؐ نے پہلے دن اعلان نبوت فرمایا تھا تو دعوت ذوالعشیرہ میں اسلام کی تعلیمات کو پیش کرنے کے بعد پہلا کام ہی یہ کیا کہ سارے قریش سے پوچھا "تم میں کون ہے جو اس (دین کے) سلسلے میں میرا بوجھ بٹا سکے؟ تا کہ وہ میرا بھائی بنے، میرا وصی بنے اور میرا جانشین (خلیفہ) ہو"۔ سب خاموش رہے۔ صرف حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور عرض کی میں حاضر ہوں۔ جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ان ھذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فسمعوا واطیعوا

"یہ (علیؑ) میرا بھائی ہے، میرا وصی ہے، میرا خلیفہ ہے، تم اسکی سنو اور اطاعت کرو"۔

(تاریخ طبری جلد ا ص ۸۹ شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)

پھر رسول خداؐ نے آخری حج فرمایا تو خدا کا حکم آیا، اے رسول! تیرے مالک کی طرف سے جو تجھ پر اترا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اللہ کا پیغام ہی نہ پہنچایا۔ اللہ تم کو لوگوں سے بچائے گا۔

(سورہ مائدہ آیت ۶۷ ترجمہ مولانا وحید الزماں)

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم جیسے عظیم سنی علماء نے لکھا "ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت غدیر خم پر اتری تو ابو بکر بن مردویہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی ولایت کے بیان میں نازل ہوئی"۔

(ابن ابی حاتم ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی)

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ آیت غدیر خم کے دن اتری۔

(عینی فی شرح البخاری وسیوطی فی تفسیر در منثور حافظ ابن کثیر وابو نعیم فی الحلیہ وابن مردویہ)

جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرامؓ کو رسول خداؐ نے جمع کیا، ایک اونچا ممبر بنوایا۔ پھر تمام صحابہ کرامؓ سے پوچھا کیا میں تم سے زیادہ تمہاری جانوں پر اختیار نہیں رکھتا؟ سب نے کہا ہاں۔ پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا من کنت مولا فھذا علی مولا "جس کا میں حاکم ہوں اسکے علی حاکم ہیں"۔ پھر دعا کی یا اللہ تو اسکو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔

(نسائی۔ مسند احمد۔ ترمذی۔ طبری۔ طبرانی۔ حاکم۔ سیرۃ النبی جلد ۲ ص ۲۰۸ مطبوعہ لاہور۔

تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۰ مطبوعہ کراچی۔ سنن ابی ماجہ۔ ارجح المطالب ص ۹۷ لاہور)

سنن ابن ماجہ نے تو یہاں تک لکھا کہ "ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ولی یا مولا یہاں حاکم اور روالی کے معنی میں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ معنی محبوب و ناصر ہو"۔

(سنن ابی ماجہ جلد ۱ ص ۹۹ شائع کردہ مہتاب کمپنی اردو بازار لاہور)

یہ کہنا کہ مولا کے معنی صرف دوست کے ہیں اسلئے غلط ہے کہ رسول خداؐ نے علیؑ کو صرف مولیٰ نہیں کہا بلکہ فرمایا "جسکا میں مولا ہوں اسکے علیؑ مولا ہیں"۔ اسلئے جس معنی میں رسولؐ مولیٰ ہیں اسی معنی میں علیؑ مولا ہیں۔ (مولف)

رسولؐ کے اس اعلان کے بعد قرآن کی یہ آخری آیت اتری "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا"۔

(سورہ مائدہ آیت ۳) (ارجح المطالب ص ۸۰ شائع کردہ مکتبہ رضویہ لاہور اعجاز پرنٹنگ پریس بحوالہ ابو نعیم و ابو بکر مردویہ ابو ہریرہ و السیوطی)

## کیا امام ہونے کیلئے حکومت ملنا ضروری ہے؟

(۱) جب کسی نبی کے لئے حکمران ہونا شرط نہیں ہے تو نبی کے وصی کیلئے حکمران ہونا کیسے ضروری ہو سکتا ہے؟

(۲) جناب رسول خداؐ اپنی نبوت کے اعلان کے ۱۳ سال بعد تک مکہ میں رہے اور محکوم رہے۔ تو کیا مکی زندگی میں وہ رسول نہ تھے؟ اگر تھے تو گویا نبی کیلئے حکمران ہونا شرط نہیں، تو اسکے وصی کیلئے حکومت شرط کیسے ہو سکتی ہے؟

(۳) خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں سے صرف ۶ یا ۷ کو حکمرانی

عطا کی۔ اسکی وجہ شاید یہ تھی کہ خدا نے انسان کو اپنے اختیارات اور عقل کے امتحان کیلئے پیدا کیا ہے۔ اگر انبیاء حکمران ہوتے تو لوگ دنیوی فائدوں کیلئے ان کو مان لیتے اسطرح عقل و اختیار کا امتحان ختم ہو جاتا اور مومن منافق کا فرق بھی معلوم نہ ہوتا۔

(۴) خود قرآن میں امامت کی شرط میں حکومت نہیں رکھی بلکہ صبر و یقین کو شرط بنایا۔ فرمایا۔ وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا و کانوا بآیاتنا یوقنون (سورہ سجدہ) ہم نے امام بنائے انھوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین کیا۔ (القرآن) صبر عمل کے کمال کو اور یقین علم کے کمال کو کہتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا "امامت اور پیشوائی کے لائق اللہ کے نزدیک صرف وہ لوگ ہیں جو عمل میں بھی کامل ہوں اور علم میں بھی"۔

(معارف القرآن جلد ۷ ص ۷۴)

صبر و یقین کے ذریعہ ہی دین میں کسی کو امامت کا درجہ مل سکتا ہے۔ صبر کے معنی حرام اور مکروہ چیزوں سے نفس کو روکنا ہے۔ تمام احکام شریعت کی پاسداری اس میں آجاتی ہے۔ (معارف القرآن جلد ۷ ص ۷۴)

مولانا مودودی صاحب نے لکھا کہ "امامت کا منصب ظالموں کو نہیں مل سکتا۔ حضرت ابراہیم نے جب منصب امامت کے بارے میں پوچھا تو خدا نے فرمایا اس منصب کا وعدہ تمہاری اولاد سے صرف مومن و صالح لوگوں کیلئے ہے۔ ظالم اس سے مستثنیٰ ہیں"۔ (تفہیم القرآن جلد ۱ ص ۱۱۱)

## امام کیسے بنتا ہے؟

خدا فرماتا ہے "جب اللہ نے ابراہیم کا چند باتوں سے امتحان لیا اور وہ ان سب میں پورے اترے تو اللہ نے فرمایا میں تم کو لوگوں کا امام بناتا ہوں۔ (معلوم ہوا کہ امام خدا بناتا ہے وہ بھی امتحان لینے کے بعد، دوسروں سے امام نہیں بنا کرتا) ابراہیم نے عرض کی کہ کیا یہ عہدۂ امامت میری اولاد میں بھی رہے گا؟ فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں۔ (القرآن سورہ بقرہ)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا نے یہ فرما کر کہ "میرا وعدہ امامت ظالموں سے متعلق نہیں" قیامت تک ہر ظالم گنہگار کی امامت کے دعوؤں کو باطل کر دیا۔

(اصول کافی)

مسلّم تاریخ گواہ ہے کہ بنی امیہ، بنی عباس کے خلفاء اپنے وقت کے بدترین ظالم لوگ تھے، جنہوں نے ائمہ اہلبیتؑ، امام ابو حنیفہ، امام احمد ابن حنبل کو قید کیا، کوڑے لگوائے اور بے گناہ قتل کیا۔ پوری تاریخ ان کے ظلم کی گواہ ہے۔ اسی لئے آج پوری امت میں کوئی فرقہ انکو امام برحق نہیں مانتا۔ اسی لئے خلفاء راشدین اور غیر راشدین میں فرق کیا جاتا ہے۔

## الوالامر کون؟

خدا کا حکم ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اسکے رسول کی اور اولوالامر کی"۔ (سورہ نساء ۵۹)

اہلسنت کے نزدیک اولوالامر حکمران ہیں۔ جبکہ شیعہ کے نزدیک ائمہ اہلبیتؑ ہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا "ایک جماعت مفسرین جن میں ابو ہریرہ وغیرہ شامل

ہیں فرمایا کہ الوالامر سے مراد حکام اور امراء ہیں، جن کے ہاتھ میں نظام حکومت ہے۔
لیکن جوں جوں فاسق فاجر بدکردار افراد تخت نشین ہوتے گئے یہ تفسیر عوام میں غیر
مقبول ہوتی چلی گئی۔عوام یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا یزید جیسا فاسق فاجر الوالامر
کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے؟اور خدا ایسے شخص کی اطاعت کا حکم دے سکتا ہے جس نے
نواسہ رسولؐ کو شہید کیا؟ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کروائی؟اور واقعہ حرہ میں بے شمار صحابہ
کرامؓ کو چن چن کر شہید کیا؟اور بے شمار صحابہ زادیوں کی عزت لٹوائی؟ کیا عبدالملک
ابن مروان جیسا شخص الوالامر کہلانے کا حق رکھتا ہے جو حجاج ابن یوسف جیسے سفاک
قاتل اور صحابہ وتابعین کے قاتل کا سرپرست تھا؟ کیا ولید جیسے شخص کو خدا الوالامر
بنا سکتا ہے جسکا تذکرہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں پڑھ کر رونگٹے کھڑے
ہوجاتے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں ''خلیفہ ولید بڑا ہی فاسق وفاجر پکا شرابی تھا،اس نے ارادہ
کیا تھا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیئے گا۔خود ولید کے بھائی سلیمان بن یزید
نے کہا بخدا ولید پکا شرابی، بے باک فاسق تھا''۔ ذھبی کا بیان ہے کہ وہ شراب اور
لواطت کا بے حد شوقین تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۲۰، ۲۳۹، ۲۵۰ ترجمہ اقبال الدین احمد شائع کردہ نفیس اکیڈمی)

پھر مفتی شفیع صاحب نے لکھا کہ کیا منصور دوانیقی جیسا حریص بخیل الوالامر
کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے جس نے درباری شاعر کیلئے اپنے گورنر مدینہ کو حکم لکھا کہ جو
اسے شراب پینے پر پکڑے تو پکڑنے والے کو سو کوڑے مارے جائیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵۰)

پھر مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ کیا ہارون رشید جیسا لہو ولعب کا دلدادہ

یا امین، مامون۔ جیسے شرابی یا متوکل جو صرف شراب کا متوالا ہی نہ تھا بلکہ انکے پاس چار ہزار لونڈیاں تھیں، اولاالامر واجب الاطاعت ہو سکتے ہیں؟ (تاریخ الخلفاء ص ۳۴۲)

اب اگر علماء دین کو اولاالامر مانا جائے تو ان میں بلا کا اختلاف ہے۔ کون ساعالم اولاالامر ہے؟ کون نہیں؟ پھر اکثر علماء دین بلا کے بدکردار ہیں، بقول اقبال

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے

گلیم بوذرؓ دلق اویس وچادر زہراؑ (اقبال)

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق (اقبال)

ملاؤں کا کام سوا لڑانے اور فتنہ اٹھانے کچھ نہیں نظر آتا۔

دین مرداں فکر وتدبیر وجہاد

دین ملاں فی سبیل اللہ جہاد (اقبال)

اسی لئے شیعہ مذہب میں صرف انکو اولاالامر مانا جن کی طہارت کردار کا کلمہ خود قرآن نے پڑھا۔ (آیہ تطہیر سورہ احزاب)

''بس اللہ نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم اہلبیت کو ہر قسم کی نجاست (گناہ) سے دور رکھے اور تم کو ایسا پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا''۔ (القرآن سورہ احزاب)

## امام کی غیبت میں امام حسن عسکریؑ نے فرمایا:۔

مجتہدین اور فقہا میں جو شخص خود کو گناہوں سے بچانے والا ہو۔ اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو اور خدا کے احکام کی اطاعت کرنے والا ہو، تو عوام کو چاہیئے کہ

انکی تقلید کریں۔

امام مہدیؑ نے لکھا "(ہمارے بعد) پیش آنے والے واقعات میں ان لوگوں کی طرف رجوع کرو جو ہماری احادیث بیان کرتے ہیں، ہمارے علوم حاصل کرکے دوسروں تک پہنچاتے ہیں، کیونکہ وہی میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں"۔

آج پوری دنیائے تشیع صرف ایسے علماء کی تقلید کرتی ہے، اور غیبت امام مہدیؑ میں انکو اولوالامر کا نائب عام سمجھتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "اگر رسول خداؐ نے اپنے علم کا کسی کو جانشین نہ بنایا ہوتا تو رسول خداؐ کے بعد والی نسلیں ضائع ہو جاتیں"۔ (اصول کافی جلد ۲ ص ۱۳۱)

# فروع دین (شیعہ نقطۂ نظر سے)

## نماز:۔

خدا فرماتا ہے نماز ادا کرو اور مشرکین میں سے نہ بن جاؤ۔ (سورہ روم ۳۱)

جنتی جہنمیوں سے پوچھیں گے تم کو کونسی چیز جہنم لے گئی؟ وہ جواب دیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (سورہ مدثر ۴۰۔۴۱)

رسول خداؐ نے فرمایا "سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر نماز قبول ہوئی تو باقی اعمال بھی قبول کئے جائیں گے۔ اگر نماز رد ہو گئی تو باقی اعمال بھی رد کر دئے جائیں گے"۔ (اصول کافی)

## روزہ:۔

حدیث قدسی میں خداوند عالم فرماتا ہے "روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں خود اسکی جزا دوں گا۔ یا میں خود اسکی جزا ہوں"۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

رسول خداؐ نے فرمایا روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔ (الحدیث)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو شخص بغیر عذر ایک دن بھی روزہ نہ رکھے تو اس سے ایمان کی روح نکل جاتی ہے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

## زکوٰۃ:۔

خداوند عالم فرماتا ہے "جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انکو سخت تکلیف دینے والی سزا کی خوشخبری سنا دو"۔

(سورہ توبہ ۳۴)

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "جو کوئی مال کی زکوٰۃ نہ ادا کرے گا تو قیامت کے دن وہ مال آگ کے اژدھے کی صورت میں اسکے گلے میں ہوگا اور حساب ختم ہونے تک اسکا گوشت چباتا رہے گا"۔ (بچت کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہے)

(وسائل الشیعہ جلد ۲ باب ۳)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جو لوگ زکوٰۃ نہ ادا کریں گے، ان کی زراعت و معدنیات (انڈسٹری) سے برکت اٹھالی جائے گی۔ زکوٰۃ کے ذریعہ اپنے اموال کی حفاظت کرو"۔ (وسائل الشیعہ)

سونا چاندی سامان تجارت اور زمین سے اگنے والی اجناس پر زکوٰۃ دینا

واجب ہے۔ جسکا نصاب فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔

## حج:۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس نے واجب حج ادا نہ کیا ہو، جبکہ حج کے ادا کرنے میں اسکے لئے کوئی رکاوٹ بھی نہ تھی، نہ وہ مریض تھا، نہ کوئی طاقتور شخص اسکی راہ میں رکاوٹ تھا، تو قیامت کے دن خدا اسے یہودی یا نصرانی کے ساتھ محشور کرے گا۔ (وسائل الشیعہ جلد ۸)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "لوگو! حج کرنے والے کی خدا مدد کرتا ہے اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اسکا اجر انکو دنیا میں بھی ملتا ہے اور خدا بھی نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔ (احتجاج طبری)

## خمس:۔

خدا فرماتا ہے "اور جان لو کہ اگر تم کسی چیز سے نفع (فائدہ) حاصل کرو تو اسکا پانچواں حصہ اللہ، رسولؐ اور رسولؐ کے قرابتداروں یتیموں، مسکینوں، مسافروں کیلئے ہے۔ اگر تم خدا کو مانتے ہو"۔ (سورہ انفال ۴۱)

## نماز کا طریقہ:۔

شیعہ نے ائمہ اہلبیتؑ سے نماز کا طریقہ سیکھا۔ کیونکہ حضرت علیؑ سے زیادہ رسولؐ سے کوئی قریب نہ رہا تھا، اسلئے شیعہ نے ائمہ اہلبیتؑ سے تمام اصول وفروع دین سیکھے۔

# رہا سوال ہاتھ کھولنے باندھنے کا:۔

تو فقہی انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے ''نماز میں قیام کے اندر اپنے دونوں ہاتھ چھوڑے رکھے گا۔ اپنے سینے پر نہیں باندھے گا۔ امام حسن بصری اسی طرح کرتے تھے''۔ (فقہ امام حسن بصری ص ۵۳۸ طبع لاہور۔ فقہی انسائیکلو پیڈیا جلد ۸)

''حضرت عمرؓ رکوع و سجود میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کو مستحب سمجھتے تھے۔ کبھی کرتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے''۔ (ازالۃ الخلفاء جلد ۳ ص ۵۵۰)

امام نووی نے لکھا ''امام مالک کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو (نماز میں) سینے پر ہاتھ باندھے اور چاہے نہ باندھے۔ نفل میں ہاتھ باندھے اور فرض نمازوں میں چھوڑ دے''۔ (شرح مسلم مع شرح نووی جلد ۲ ص ۱۴۸ لاہور)

عجیب بات ہے کہ ایرانی امام ہاتھ بندھواتے ہیں اور عرب ائمہ ہاتھ کھلواتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام حنبل عجمی ہیں، یہ ائمہ ہاتھ بندھواتے ہیں۔ امام مالک اور امام جعفر صادقؑ مدینے کے رہنے والے عرب ہیں، وہ ہاتھ کھلواتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہاتھ باندھنا ایران کا اثر ہے۔ ایرانی شہنشاہ اپنے سامنے لوگوں کے ہاتھ بندھوایا کرتے تھے۔

امام شوکانی نے اعتراف کیا ہے کہ عترت رسولؐ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے۔ (نیل الاوطار جلد ۲ ص ۶ ۷ طبع مصر از امام شوکانی)

ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا شیعہ سنی نمازوں میں جو فرق ہے میری دانست میں اسکی کوئی اہمیت نہیں۔ مالکی مذہب کے لوگ جو سنی ہیں وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے

ہیں، جسطرح شیعہ پڑھتے ہیں۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہؐ نے کبھی اس طرح پڑھا اور کبھی دوسری طرح پڑھا۔

(خطبات بہاولپور ڈاکٹر حمید اللہ ص ۳۳ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد)

''مولانا شبلی نے لکھا'' ہاتھ کھول کر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، باندھ کر بھی۔ مختلف اماموں نے مختلف صورتیں اختیار کیں''۔ (علم الکلام ص ۲۱۱ نفیس اکیڈمی)

## قنوت:۔

(عاصم بن سلیمان کہتے ہیں کہ) میں نے انس بن مالک سے قنوت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا قنوت بے شک تھا۔ میں نے پوچھا رکوع سے پہلے یا بعد؟ انہوں نے کہا رکوع سے پہلے۔

(تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۹۷ تاج کمپنی کراچی)

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ کی نماز کا ختم ہونا اس وقت پہچانتا جب تکبیر کی آواز سنتا۔ (تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۱)

## جمع بین الصلوٰتیں:۔ (دو نمازوں کو اکٹھا ادا کرنا)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''میں نے رسول خداؐ کے ساتھ (ظہر و عصر کی) آٹھ رکعتیں اور (مغرب و عشاء کی) سات رکعتیں ملا کر پڑھیں''۔

(بخاری شریف، تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۱۸۷ ترجمہ و شرح مولانا وحید الزماں خان

کتاب التہجد تاج کمپنی کراچی)

ابن عباسؓ نے کہا کہ آپؐ نے یہ جمع اسلئے کی کہ آپؐ کی امت کو تکلیف نہ ہو۔

(تفسیر الباری شرح بخاری جلد اص ۳۷۰ کتاب مواقیت الصلوٰۃ تاج کمپنی کراچی)

ابن عباسؓ نے کہا "رسول خداؐ نے ظہر اور عصر کو، اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا"۔ (صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی جلد ۲ ص ۲۲۴،۲۲۵)

مولانا وحید الزماں خان نے لکھا "جن لوگوں کے نزدیک جمع درست نہیں ان کے دلائل ضعیف ہیں اور جمع کو جائز قرار دینے والوں کے دلائل قوی ہیں"۔

(سنن ابی داؤد ترجمہ مولانا وحید الزماں خان جلد اص ۴۹۰ مطبوعہ لاہور)

## سجدہ گاہ پر نماز:۔

امام بخاری نے ایک باب لکھا "الصلوٰۃ علیٰ الخمرہ" سجدہ گاہ پر نماز پڑھنا۔ مولانا وحید الزماں خان نے لکھا "اگرچہ ہمارے مذہب میں کپڑے پر نماز جائز ہے، پر بہتر یہ ہے کہ مٹی یا بورئے پر سجدہ کیا جائے"۔

(لغات الحدیث جلد اص ۱۳۲،۱۳۶ کتاب خ مطبوعہ کراچی)

پھر خود لکھتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ حدیث سے سجدہ گاہ رکھنا مسنون ٹھہرا اور جن لوگوں نے اس سے منع کیا اور اسکو رافضیوں کا طریقہ قرار دیا انکا قول صحیح نہیں۔ میں اتباع سنت کیلئے پنکھا جو بورئے سے بنا ہوتا ہے، بجائے سجدہ گاہ کے رکھ کر اس پر سجدہ کرتا ہوں اور جاہلوں کے طعن و تشنیع کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ ہمیں سنتِ رسولؐ سے غرض ہے۔ کوئی رافضی کہے یا کوئی خارجی پڑا بکا کرے"۔

(لغات الحدیث جلد ۱ ص ۳،۱۲ کتاب خ مطبوعہ کراچی)

اہل حدیث عالم لکھتے ہیں" آنحضرتؐ سے کپڑے پر بھی نماز پڑھنا منقول ہے۔ مگر فرائض کا کپڑے پر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ صحابہ سے منقول ہے کہ عادت شریف یہ تھی یا تو مٹی پر نماز پڑھتے یا بورے پر"۔

(لغات الحدیث جلد ۱ کتاب ب ص ۱۱۳)

## وضو میں پاؤں کا مسح کرنا:۔

حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے وضو کیا اور مسح کیا جرابوں اور جوتوں پر۔ (سنن ابی ماجہ جلد ۱ ص ۲۹۰ مہتاب کمپنی اردو بازار لاہور)

انکی شرح کرتے ہوئے مولانا وحید الزماں خان نے لکھا" شارع نے اپنی امت پر آسانی کیلئے پاؤں کا دھونا ایسی حالت میں جب موزہ یا جراب یا جوتا چڑھا ہو معاف کر دیا، جیسے سر کا مسح عمامہ بندھی ہوئی حالت میں۔ پھر اس آسانی کو قبول نہ کرنا، اس میں عقلی گھوڑے دوڑانا کیا ضروری ہے؟" (سنن ابی ماجہ جلد ۱ ص ۲۹۰)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" مجھے حکم ہوا ہے مسح کرنے کا۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا انگلیوں کی نوکوں سے پنڈلی کی جڑ تک اور انگلیوں سے لکیر کھینچی"۔ (سنن ابی ماجہ جلد ۱ ص ۲۸۷ مہتاب کمپنی اردو بازار لاہور)

صحیح مسلم میں مختصر شرح نووی میں لکھا ہے" محمد بن جریر جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونوں پاؤں پر، خواہ انکو دھوئے۔ بعض نے کہا مسح کرنا اور دھونا دونوں واجب ہیں"۔ (تفسیر اتقان جلد ۲ ص ۹۷ ادارہ اسلامیات لاہور)

علامہ ابن جریر طبری اور شیخ محی الدین عربی نے کہا "نمازی کو اختیار ہے چاہے وضو میں پاؤں دھوئے، چاہے مسح کرے"۔ (لغات الحدیث کتاب س ص ۸۷)

اکثر اہلسنت کے نزدیک پاؤں دھونا فرض ہے اور بعضوں نے کہا مسح اور دھونا دونوں کافی ہیں۔ نمازی کو اختیار ہے خواہ دھوئے یا ان پر مسح کرے۔

(لغات الحدیث کتاب ض ص ۳۹)

شیعہ کے نزدیک اگر پاؤں نجس یا گندے ہوں تو پہلے پیر دھوئے اور آخر میں ان پر مسح کرے۔ اگر پیر صاف ہیں تو مسح کرنا کافی ہے۔ دھونے کی ضرورت نہیں۔

## روزہ افطار نے کا وقت:۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جب تم دیکھو کہ رات کا اندھیرا مشرق کی طرف سے آ پہنچا، تو روزے کے افطار کا وقت آ گیا"۔

(تفہیم الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۱۱۶ تاج کمپنی کراچی)

قرآن نے کہا اتموا الصیام الی اللیل "رات تک روزہ پورا کرو"۔

(القرآن)

رات کا تصور اندھیرے کے بغیر کسی زبان میں ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں اندھیرے کے سر پر آ جانے کو رات قرار دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے "رسول خداؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ جب سورج ڈوب جائے اس طرف کو (مغرب میں) اور آ جائے رات اس طرف سے (مشرق سے) پس روزہ مکمل ہو چکا"۔

(صحیح مسلم مع شرح نووی جلد۲ص۱۰۹ ترجمہ مولانا وحید الزماں خان)

رسول خدا کا یہ فرمانا کہ "ہمیشہ لوگ بہتر رہیں گے جب تک افطار جلدی کیا کریں گے"۔ (ابن ماجہ جلد ۱)

اسکا مطلب یہ ہے کہ جب افطار کا صحیح وقت آجائے پھر افطار میں دیر نہ کریں۔ حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ افطار میں اتنی جلدی کی جائے کہ افطار کے وقت آنے سے پہلے ہی افطار کرلیا جائے۔ یہ تو حکم عدولی ہوئی، پہلا حکم باطل ہوگیا۔ یہ ایسا ہی ہے کہ نماز میں اتنی جلدی کی کہ نماز کے وقت آنے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تاکہ اوّل وقت کی فضیلت مل جائے۔ مگر جب وقت ہی نہیں ہوا تو اوّل وقت کی فضیلت کیسے مل سکتی ہے؟

"حضرت ابوبکر مغرب کی نماز کو افطار پر مقدم کرتے تھے، ان کی رائے یہ تھی کہ افطار میں تاخیر کی کافی گنجائش ہے"۔

(تفسیر الباری شرح بخاری جلد۳ص۱۱۷ طبع کراچی)

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پہلے مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر جب سیاہی آتی تھی مغرب کی طرف، تو نماز مغرب کے بعد روزہ کھولتے تھے۔ (موطا امام مالک ص۲۰۸ طبع لاہور)

افطار میں ۲۔۳ منٹ تاخیر کرنا بہتر ہے۔ (معارف القرآن جلد ۱ص۴۵۶ طبع لاہور)

## سفر میں روزہ رکھنے کی ممانعت:۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں۔

(تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۱۰۸، سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۲۶۳، سنن ابن ماجہ جلد ۲، صحیح مسلم کتاب الصیام جلد ۳ ص ۱۴۳)

رسول خداؐ نے فرمایا ''سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسے گھر میں افطار کرنے والا''۔ (سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۸۲۶، ۸۲۷ طبع لاہور)

لوگوں نے رسول خداؐ سے عرض کی کہ کچھ لوگ سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں تو فرمایا اولائک العصاۃ اولائک العصاۃ یہی نافرمان ہیں۔ یہی نافرمان ہیں۔

(صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۳ ص ۱۴۳ نعمانی کتب خانہ لاہور)

## نماز تراویح:۔

بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابی داؤد، نسائی وغیرہ جو حدیث کی سب سے اہم کتابیں ہیں، ان میں کوئی روایت نماز تراویح کیلئے موجود نہیں ہے البتہ یہ روایت ہے کہ ''رسول خداؐ رمضان میں رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے''۔ مگر حکم نہیں دیا کرتے تھے کہ ضرور ایسا کرو۔ پھر رسول خداؐ کی وفات ہو گئی اور یہی صورت رہی۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں بھی یہی رہا اور حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں بھی ایسا ہی رہا۔

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ لاہور، سنن ابی داؤد جلد ۱ ص ۵۵۶، ۵۵۷ طبع لاہور)

مولانا وحید الزماں صاحب نے لکھا کہ رمضان کا قیام (رات کو کھڑے ہو کر نفل نماز میں پڑھنا) سنت رہا۔ کچھ واجب اور ضروری نہ تھا۔

(سنن نسائی جلد ۲)

عبدالرحمٰن بن عبد قاری کا بیان ہے کہ رمضان کی ایک رات میں حضرت عمرؓ

کے ساتھ مسجد گیا، دیکھتا ہوں کہ لوگ الگ الگ نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر میں سب کو ایک قاری کے پیچھے کھڑا کردوں تو اچھا ہوگا۔ انہوں نے سب کو ابی بن کعب کا مقتدی بنا دیا۔ ایک رات میں گیا تو دیکھا سب اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ بدعت تو اچھی ہوگی۔

اس بیان کی تشریح میں مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں "اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت عمرؓ خود بھی اس جماعت میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے۔ بشاید انکی رائے یہ ہو کہ نفل نماز گھر ہی میں افضل ہے اور آخری شب میں پڑھنا بہتر ہے"۔

(تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۱۲۷ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

"حضرت عمرؓ نے ۱۴ھ میں نماز تراویح جماعت کے ساتھ قائم کی اور تمام اضلاع کے افسران کو لکھا کہ ہر جگہ اسکے مطابق عمل کیا جائے"۔

(الفاروق ص ۲۷۰ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مولانا وحید الزماں صاحب نے حاشیہ ابی داؤد میں لکھا "نماز تراویح ابو یوسفؒ اور مالکیہ کے نزدیک گھر میں اکیلا پڑھنا بہتر ہے"۔

(سنن ابی داؤد جلد ۱ ص ۵۵۷ مطبوعہ لاہور)

شیعہ کے نزدیک نوافل رمضان گھر میں پڑھنا چاہیے اور نفل نمازوں میں جماعت نہیں ہو سکتی۔ نفل نمازوں کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ خدا سے انفرادی تعلقات قائم کئے جائیں، جبکہ فرض نمازوں میں خدا سے اجتماعی تعلق قائم کرنا افضل ہے۔ اسلئے نفل نمازوں کو باجماعت ادا کرنا، نفل نمازوں کا ابطال ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا سب سے افضل نفل نماز وہی ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے۔ بجز فرض نماز

کے"۔ (انوارالباری شرح بخاری جلد۲ ص ۸۸ کو مسجد گوجرانوالہ)

## قرآن میں تحریف نہیں ہوئی:۔

آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی نجفی نے لکھا کہ جو قرآن آج ہمارے ہاتھ میں ہے وہی مکمل قرآن ہے، جو رسول خداؐ پر نازل ہوا۔ بقول شیخ صدوق"، ابوجعفر طوسیؒ، محسن کاشانی، شیخ جواد بلاغی۔ (تفسیر البیان فی تفسیر القرآن ص ۱۹۹ جامع اہلبیت اسلام آباد)

مولانا علی نقی (نقن) نے لکھا "ہم نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ہم قرآن مجید اسی دو دفتیوں کے درمیان والے قرآن کو مانتے ہیں جو تمام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے، رسول کا اعجاز ہے، اسلام کی سچائی کا نشان ہے، تمام مسلمانوں کیلئے لازم العمل ہے اور واجب الاتباع ہے"۔

(مقدمہ تفسیر القرآن ص ۲۲ لاہور)

آیت اللہ میلانی نے لکھا "شیعوں کا یہ عقیدہ آج کی ایجاد نہیں، ایک ہزار سال پہلے سے آج تک کے تمام شیعہ بزرگ علماء نے اسکی وضاحت کی ہے"۔

(شیعہ اور تحریف قرآن مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور)

آیت اللہ مکارم شیرازی صاحب تفسیر نمونہ نے لکھا "قرآن آسمانی کتاب اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر تحریف ناپذیر کی صورت میں آج تک موجود ہے"۔

(تفسیر نمونہ جلد ۱۱ ص ۳۵ مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور)

ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے لکھا "قرآن میں تحریف ہوئی ہے، اس قسم کی

روایات سنی کتب میں میری نظر سے بھی گزری ہیں، جن سے عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں اور یہودیوں نے جی کھول کر فائدہ اٹھایا۔ یہ وہ سوال ہے جسکا جواب کسی سنی عالم سے آج تک نہ بن پڑا"۔ (بھائی بھائی ص ۴۰ مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

## متعہ کی حقیقت:۔

متعہ کے معنی وقتی نکاح کے ہیں۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "تھوڑے یا کم دن کیلئے جس پر عورت راضی ہو جائے، نکاح کر لو"۔ (بخاری جلد ۲ ص ۷۷ مولوی مسافر خانہ لاہور)

صحابی حضرت جابرؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے منادی بھیجا، جس نے اعلان کیا "رسول خداؐ نے عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی ہے"۔ (صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۲ ص ۱۵، ۲۶ مطبوعہ لاہور)

صحیح بخاری میں ہے کہ "تم کو متعہ کرنے کی اجازت ہے، تم متعہ کر لو"۔

(تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۷ ص ۳۵ تاج کمپنی)

قرآن میں ہے "ہاں جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو، تو انکو جو مہر معین کیا ہو، دے دو"۔ (سورہ نساء ۲۴)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "میں نے پرہیزگاروں کے امام رسول خداؐ کو خود دیکھا ہے کہ انہوں نے خود نکاح متعہ کی اجازت دی ہے"۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد ۴ ص ۱۶۸ مطبوعہ لاہور، صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۲ ص ۲۰)

حضرت عمرؓ نے فرمایا "دو متعہ یعنی حج کا متعہ اور نکاح متعہ جناب رسول خداؐ

کے زمانے میں ہوا کرتے تھے، میں انکو حرام کرتا ہوں"

(صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۲ ص ۷ا ترجمہ مولانا وحید الزماں مطبوعہ لاہور)

صحابی رسولؐ حضرت جابرؓ نے فرمایا "ہم رسول خداؐ کی زمانے میں اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کے شروع کے زمانے میں برابر متعہ کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کیا"۔

(لغات الحدیث جلد ۴ ص ۱۰ کتاب م طبع کراچی)

حضرت علیؑ نے فرمایا "اگر حضرت عمرؓ متعہ سے منع نہ کرتے تو زنا وہی کرتا، جو بد بخت ہوتا، کیونکہ متعہ آسان ہے اور اس سے کام نکل جاتا۔ پھر حرام کی ضرورت نہ رہتی"۔ (لغات الحدیث جلد ۴ ص ۹ کتاب م طبع کراچی)

## متعہ زنا نہیں :۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا "متعہ کرنے والی عورت مرد سے علیحدگی کے بعد فوراً دوسرے مرد سے متعہ نہیں کرسکتی، جب تک حیض نہ آجائے۔ اسلئے اسکو زنا نہیں کہہ سکتے"۔ (فتح الملہم جلد ۳ ص ۹۶ بحوالہ تدوین حدیث ص ۱۲۷۔۴ مولانا مناظر احسن)

مولانا وحید الزماں نے لکھا "متعہ کرنے والے پر بالاتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی۔ حضرت عمرؓ نے صرف ڈرانے کے واسطے کہا تھا تا کہ لوگ متعہ سے باز رہیں"۔ (موطا امام مالک ص ۳۹۰)

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا "رسول خداؐ نے نکاح متعہ کو حلال کیا اور پھر کبھی اسکو حرام نہیں کیا، یہاں تک کہ آپؐ اپنے رب سے جاملے"۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۳ ص ۲۷۲ طبع کراچی)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا "نکاح متعہ کا جواز کتاب علی میں موجود ہے"۔

(فروع کافی جلد ۵ ص ۴۵۲ طبع تہران)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "اگر عورت زنا کاری میں مشہور ہو تو اس سے نہ نکاح دائمی کیا جائے، نہ متعہ"۔ (فروع کافی جلد ۵

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ جب تک پہلے شوہر عدہ جو ۴۵ دن ہے، ختم نہ ہو جائے، اس عورت سے نکاح یا متعہ کرے"۔

(فروع کافی جلد ۵ ص ۴۵۹)

متعہ سے جو اولاد ہوگی، اسکے وہی حقوق ہوں گے جو نکاح سے ہونے والی اولاد کے ہوتے ہیں۔ (قوانین شریعت جلد ۲ ص ۱۹۷)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "اللہ عمرؓ پر رحم کرے، متعہ تو اللہ کی طرف سے رخصت (اجازت) کی ایک صورت تھی، جس کے ذریعہ اللہ نے امت محمدیؐ پر رحم فرمایا تھا، اگر عمر اسکو حرام قرار نہ دیتے تو کوئی بدبخت ہی زنا کرتا"۔

(فقہی انسائیکلو پیڈیا جلد ۷، فقہ عبداللہ ابن عباس ص ۶۳ ۷ مطبوعہ ادارہ معارف اسلامی لاہور)

## تقیہ:۔

تقیہ کا مطلب مولانا وحید الزماں سے سنئے۔ "تقیہ اسکو کہتے ہیں کہ آدمی اپنا (اصلی) اعتقاد عزت یا جان جانے کے ڈر سے چھپائے۔ یہ اہلسنت اور امامیہ سب کے نزدیک جائز ہے۔ قرآن میں ہے "آل فرعون کے ایک مومن مرد نے جو اپنا

ایمان چھپاتا تھا، کہا"۔ (سورہ مومن آیت ۲۸)

نیز خدا نے فرمایا "سوا ایسکے کہ تم ان سے تقیہ کرو"۔ (سورہ آل عمران ۲۸)

صحابی حضرت عمار یاسرؓ نے تقیہ کیا اور محمد بن مسلمہ نے بھی۔

(لغات الحدیث جلد ا کتاب ت ص ۱۷ کراچی)

قرآن میں ہے کہ "جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے مگر یہ کہ مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو"۔ (سورہ نحل آیت ۱۰۶)

تمام مفسرین نے لکھا کہ مشرکین نے عمار کو پکڑ لیا اور انکو اتنی اذیت دی کہ انھوں نے جان بچانے کیلئے کچھ وہ باتیں کہہ دیں جو وہ ان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ پھر انھوں نے رسول خداؐ سے پوچھا تو رسول خداؐ نے فرمایا "اگر کبھی دوبارہ ایسا ہو جائے تو اس طرح جان بچانے میں کوئی حرج نہیں"۔

(تناقی ترجمہ القرآن مع اشرف الحواشی ص ۳۳۵ نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

مولانا مودودی صاحب نے لکھا "اگر کوئی مومن کسی دشمن اسلام جماعت میں پھنس گیا اور اسکو ان کے ظلم وستم کا خوف ہو تو اسکی اجازت ہے کہ اپنے ایمان کو چھپائے رکھے۔ حتیٰ کہ شدید خوف میں اگر وہ برداشت کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسکو کلمہ کفر کہنے کی بھی اجازت ہے"۔ (تفہیم القرآن جلد ا ص ۲۴۴)

تقیہ منافقت نہیں۔ اسلئے کہ منافق بلا خوف صرف فوائد حاصل کرنے کیلئے دل میں کفر رکھ کر زبان پر اسلام کا نام لیتا ہے، جبکہ تقیہ کرنے والا صرف اپنی جان عزت بچانے کیلئے زبان پر کفر اور دل میں ایمان رکھتا ہے۔ گویا تقیہ نفاق کی ضد ہوا۔

## تین طلاقیں ایک ساتھ:۔

نسائی شریف کی حدیث ہے ''خبر دی گئی رسول خدا کو، ایک شخص نے طلاق دی تین طلاق یک وقت۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ کھڑے ہو گئے اور غصہ سے فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے کھیل ہوتا ہے، حالانکہ میں ابھی تم میں موجود ہوں۔ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور بولا یا رسول اللہ کہیے تو میں اسکو قتل کر ڈالوں؟''

(سنن نسائی جلد ۲ ص ۳۶۱ ترجمہ وحید الزماں)

ابن قیم نے لکھا ''آنحضرت کا قول صحیح ہے کہ تین طلاق ایک ہی بار دینے سے ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ آپؐ کے زمانے میں، حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں، حضرت عمرؓ کے شروع زمانے میں یہی ہوا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو صرف سزا دینے کیلیے یہ فتویٰ دیا کہ ایک ہی دفعہ تینوں طلاقیں پڑھ لی جائیں گی۔ یہ انکا اجتہاد تھا جو اوروں پر حجت نہیں ہو سکتا''۔ (حاشیہ ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۰۹ مطبوعہ مہتاب کمپنی اردو بازار لاہور)

عظیم محقق مولانا وحید الزماں نے آخری فیصلہ یوں لکھا ''یہ (حضرت عمرؓ کا) اجتہاد ہے جو حدیث کے خلاف قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں مسلمانوں اب تم کو اختیار ہے خواہ حضرت عمرؓ کے فتوے پر عمل کر کے رسول خداؐ کی حدیث چھوڑ دو، چاہے رسول خداؐ کی حدیث پر عمل کر کے حضرت عمرؓ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ ہم تو شق ثانی کو اختیار کرتے ہیں''۔ (تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۷ ص ۷۰ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

## خمس:۔

خداوند عالم نے غریب سادات کیلیے خمس کو واجب کیا ہے۔ کیونکہ غریب

سادات پر زکوۃ و صدقات حرام ہیں، اسی لئے جناب رسول خداؐ نے فرمایا "صدقہ میل ہے لوگوں کا۔ وہ درست نہیں، نہ محمدؐ کے لئے اور نہ آل محمدؐ کے لئے"۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۵۱۴ کتاب الخراج سنن نسائی جلد ۲ ص ۵۸۱ مشکوۃ جلد ۱)

خداوند عالم نے فرمایا "جان لو کہ جب تم کسی چیز سے نفع حاصل کرو تو اسکا پانچواں حصہ اللہ کے، اسکے رسولؐ کے اور رسولؐ کے قرابتداروں اور انکے یتیموں، مسکینوں، مسافروں کیلئے ہے۔ اگر تم خدا کو واقعاً دل سے مانتے ہو"۔

(سورہ انفال آیت ۶۱)

سنن ابی داؤد میں ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس دو ہاشمی جوان رسول کی ذریت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم شادی کیلئے رقم نہیں رکھتے۔ آپ ہمیں زکوۃ کا عامل مقرر کر دیں۔ پیغمبرؐ کافی دیر خاموش رہے پھر فرمایا زکوۃ لوگوں کا میل کچیل ہے جو محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے حلال نہیں۔ پھر محمیہ بن جزء کو بلایا جو خمس کے عامل تھے اور ان سے فرمایا اٹھو اور انکو خمس میں سے اتنا اتنا مال دے دو۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ کتاب الخراج ص ۵۱۵، نسائی ص ۱۸۵ ترجمہ وحید الزماں طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۱۴ نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت ابو بکر بھی خمس اسی طرح تقسیم کرتے تھے جس طرح رسول خداؐ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ سوائے اسکے کہ وہ رسول خداؐ کے رشتہ داروں کو خمس نہیں دیتے تھے جیسے رسول خداؐ دیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد ۲، ص ۵۱۰)

حضرت ابن عباسؓ نے لکھا "تم نے سوال کیا ہے کہ خمس کس کا حق ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ خمس ہمارے لئے ہے۔ پر ہماری قوم نے نہ مانا"۔

(صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۵ ص ۱۰۲ کتاب الجہاد مطبوعہ لاہور)

امام نووی جو صحیح مسلم کے شارح ہیں ان کے تبصرہ پر مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں "خمس جو قرآن کی رو سے حق ہے، ذوالقربیٰ (رسولؐ کے رشتہ داروں) کا حق ہے"۔ شافعی کا بھی وہی قول ہے جو ابن عباس کا ہے، کہ خمس ذوالقربیٰ کا حق ہے یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا۔ مگر قوم نے نہ مانا، قوم سے مراد بنی امیہ ہیں جنھوں نے خمس بھی حضرت محمدؐ کے عزیزوں اور سیدوں کو نہیں دیا۔ آپ ہی دبالیا۔

(صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۵ ص ۱۰۲ کتاب الجہاد)

## غنیمت کے معنی:۔

منجد میں لکھا ہے کہ "غنیمت جنگ میں حاصل ہونے والے سامان کو کہتے ہیں۔ نیز تمام فائدوں اور کمائی کو بھی غنیمت جانتے۔ "غنیمہ باردۃ" اس نفع کو کہتے ہیں جو آرام سے حاصل ہو جائے، جس کے حاصل کرنے میں زیادہ کدوکاوش نہ کرنا پڑے"۔ (قاموس الجدید فصل باب میم جلد ۲)

## کانوں پر خمس:۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "رکاز میں خمس ہے"۔ پوچھا گیا رکاز کیا ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا یعنی کانیں اور ان پر خمس ہے۔

(موطا امام محمد ص ۱۶۱ شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور)

ثابت ہو گیا کہ خمس صرف جنگ سے حاصل کیے ہوئے فائدے پر نہیں بلکہ ہر قسم کے فائدے پر خمس دینا واجب ہے۔ شیعوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ چودہ سو

سال سے رسول کی اس سنت کو زندہ کئے ہوئے ہیں۔ آدھا خمس نائب امام کو ملتا ہے، جو دین کی تبلیغات پر اور غربا ہو فقراء پر خرچ کرتے ہیں اور آدھا خمس غریب سادات کو ملتا ہے۔

## خمس کی طاقت:۔

یہی خمس ہی تھا جس کے بل بوتے پر استعمار کے پورے تاریخی دور میں شیعیت کے علمی مراکز نے اپنے کلچر کو باقی رکھا، استعمار کا پٹھو بننے اور ان سے مدد لینے سے خود کو بچایا۔ پوری طاقت کے ساتھ ظلم کا مقابلہ کیا، جبکہ اہلسنت کے تمام علمی مراکز مالی استحکام نہ ہونے کی وجہ سے روزمرہ کی سیاستوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔

(آئین سعادت جلد ۲ ص ۱۳۲ امام خمینی کے جدید فتوے)

## شیعوں پر صحابہ دشمنی کا الزام:۔

علامہ ابن خلدون تک نے لکھا کہ "ایک گروہ صحابہ کا حضرت علیؑ کا بہی خواہ تھا اور انہیں کو خلافت کا مستحق سمجھتا تھا۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۳ نفیس اکیڈمی کراچی)

تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ کوئی دو چار صحابی نہیں تھے، کافی تعداد میں ان کے نام تاریخ میں موجود ہیں۔ پھر بھلا شیعہ تمام صحابہ کے دشمن کیسے ہو سکتے ہیں؟ البتہ عام مسلمانوں کا کیا حال تھا، بعد رسولؐ جامع ترمذی میں لکھا ہے "یہاں تک ارتداد کا زور ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا کہیں اللہ سجود نہ تھا۔ مسجد مکہ، مسجد مدینہ اور مسجد عبدالقیس بحرین میں وہاں کچھ لوگ دین حق پر ثابت رہے"۔

(جامع ترمذی جلد ۲ ص ۸۷ اصح المطابع لاہور)

عظیم محقق سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں ''صرف دو تین مقامات ایسے بچے تھے جہاں نماز ہو رہی تھی۔ پورا جزیرۃ العرب ارتداد کی زد پر تھا اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر یہ ارتداد کچھ اور پھیلا تو پورا عرب اسلام کی دولت سے محروم ہو جائے گا''۔

شیعہ محدثین اور مفسرین نے بہت سے صحابہ کرامؓ کی تعریف میں کئی کئی صفحات خرچ کیے ہیں۔ مثلاً تفسیر نمونہ میں کئی صحابہ کا ذکر ہے جن کی شان میں قرآن کی آیتیں اتریں۔

## حضرت علیؑ نے صحابہ کی تعریف کی:۔

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے خلیل رسول خداؐ کے زمانے میں ایک گروہ دیکھا جو صبح و شام اس حال میں گزارتے کہ ان کے بال بکھرے ہوتے، پیٹ خالی ہوتے، سجدے کرنے کی وجہ سے بکریوں کے زانو کی مانند وہ راتیں خدا کی عبادت میں بسر کرتے، کبھی قیام میں ہوتے کبھی رکوع میں ہوتے، کبھی اپنے پیروں اور پیشانیوں کو تکلیف دیتے۔ ہمیشہ اپنے مالک سے مناجات کرتے اور رو رو کر دعائیں کرتے کہ ان کے بدنوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے۔ خدا کی قسم ہمیشہ انہیں اسی حال میں عذاب الٰہی سے خوف زدہ پاتا''۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۹۱۳ علامہ مجلسی)

شیعہ مورخین و مفسرین نے حضرت خثیمہؓ اور ان کے بیٹے کی سیادت، حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ کی شہادت، صحابی ابو عقیلؓ کا خلوص، سعد بن معاذؓ اور ام عمارہ کی جانثاری، صحابیات کے جوش ایمانی، زیاد بن سکنؓ کی شہادت، حضرت حنظلہؓ

کی انوکھی شہادت کو پوری تفصیلات کے ساتھ بیان کیا ہے اور انکو زبردست۔ خراج تحسین پیش کیا ہے۔ صرف میدان احد میں شیعہ مفسرین و محدثین نے حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت حمزہؓ، حضرت ابودجانہؓ، حضرت انس بن نضرؓ، حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت زیادؓ بن سکن، حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ۔ حضرت خبیبؓ، حضرت حارثؓ، حضرت عمرو بن جموحؓ، حضرت خثیمہؓ، حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ کی بہادری کی داستانیں سنہری حروف میں لکھی ہیں۔ البتہ کچھ صحابہؓ کی کمزوریوں کیوجہ سے شکست اٹھانی پڑی اسکا ذکر خود قرآن نے کیا ''وہ وقت یاد کرو جب تم چڑھے ہی چلے جا رہے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکار رہے تھے اسلئے خدا نے اسکی سزا میں تم کو غم دیا''۔ (آل عمران آیت ۱۵۳)

جب جنگ احد میں افراتفری پھیلی تو اللہ نے فرمایا ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔ آپ سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے؟ تو جو شخص الٹا پھر جائے گا وہ خدا کا کوئی نقصان نہ کرے گا''۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۴۴)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ''جنگ احد میں بعض مسلمان کامل بھی ہٹ گئے تھے۔ یہ بات صریح بتلا رہی ہے کہ اسلام میں استقامت، استقلال شرط ہے''۔ (ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی تھانوی ص ۱۰۷)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے لکھا ''نبی اکرمؐ زخموں کی شدت سے زمین پر گرے۔ کسی شیطان نے آواز دی کہ آپؐ قتل کر دیے گئے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہو گئے اور پاؤں اکھڑ گئے۔ بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر

بیٹھ رہے۔ بعض ضعفاء کا خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے امان حاصل کریں۔ بعض منافقین کہنے لگے کہ جب محمدؐ ہی قتل کردیئے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلا جانا چاہیئے''۔

(قرآن کریم مترجم مولانا محمود الحسن مع تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی ص ۸۸ آل عمران آیت ۱۴۴)

مولانا مودودی صاحب نے لکھا ''جب مسلمانوں پر دو طرف سے بایک وقت حملہ ہوا تو کچھ لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے اور کچھ احد پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مگر نبیؐ ایک انچ بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ دشمنوں کا چاروں طرف سے ہجوم تھا۔ دس بارہ آدمیوں کی مٹھی بھر جماعت پاس رہ گئی تھی مگر اللہ کا رسولؐ اس نازک موقع پر بھی پہاڑ کی طرح جما ہوا تھا اور بھاگنے والوں کو پکار رہا تھا''۔ (تفہیم القرآن جلد ا ص ۲۵۹)

مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ''جناب رسول خداؐ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انہوں نے مدینہ آ کر ہی دم لیا''۔ (الفاروق م ۶ طبع لاہور)

شاہ معین الدین ندوی نے لکھا ''اس جنگ میں شیر خدا نے صفین کی صفیں الٹ پلٹ دیں اور ذوالفقار حیدری نے بجلی کی طرح چمک کر اعدائے اسلام کے خرمن ہستی کو جلا کر راکھ کر دیا''۔

(خلفائے راشدین ص ۲۲۹ شائع کردہ ایم ایچ سعید کمپنی کراچی)

احد میں کوئی پہاڑ پر ہے، نبیؐ کا سینہ سپر ہے کوئی
ہزار دعوے ہوں دوستی کے، جگر جگر ہے، نگر نگر ہے

مگر صحابہ کرام میں ایسے بھی تھے کہ تفسیر نمونہ نے لکھا ''جنگ احد کے جنگجو غازیوں میں سے سات افراد بہت پیاسے تھے اور شدید زخمی بھی تھے۔ کوئی شخص ایک

آدمی کی پیاس بجھانے کی مقدار کے برابر پانی لے آیا۔ وہ جس زخمی کے پاس پانی لے کر گیا، اس نے دوسرے کی طرف بھیجا اور اسے اپنے اوپر ترجیح دی۔ آخر کار سب نے پیاسے ہی جان دے دی۔ اللہ نے ان کے ایثار کی تعریف کی"۔

(تفسیر نمونہ جلد ۲۳ ص ۶۵ ۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۹ ص ۲۶۲)

عظیم سنی محقق مولانا محمد تقی امین لکھتے ہیں "نہ سب انسان یکساں ہوتے ہیں اور نہ سب صحابہؓ یکساں تھے۔ ان کے علم و فضل، ریاضت و تقویٰ اور رسولؐ کی صحبت اور قرب کے لحاظ سے ان میں تفاوت تھا۔ اسلئے لازمی طور پر ان کے اتباع اور اقوال و افعال کا مقام متعین کرنے میں بھی اس فرق کا لحاظ رکھا جائے گا"۔

(فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۱۱۲)

## حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد صحابہ کرامؓ کے بارے میں:۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے اصحابؓ میں سے ایک گروہ کو منتخب فرمایا، ان کو بہت عزت عطا کی اور تائید و نصرت سے آراستہ پیراستہ کیا۔ آنحضرتؐ کی زبان پر ان کے فضائل مناقب اور کرامات جاری فرمائے۔ تم ان سے محبت کے ساتھ اعتقاد رکھو اور انکی فضیلت کا ذکر کرو اور اہل بدعت سے اجتناب کرو"۔

(مصباح الشریعہ ص ۶۷ مطبوعہ ایران)

## صاحب تفسیر انوار النجف لکھتے ہیں:۔

جناب رسول خداؐ کے باوقار صحابہؓ کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ یقیناً جنتی ہیں اور باقی تمام مسلمانوں سے پہلے وہ جنت کے مستحق ہیں جنہوں نے مشکلات و

مصائب میں رسول خدا کا ساتھ دیا۔ وہ ہماری طرف سے بھی جزائے شکر کے مستحق ہیں۔ جو لوگ شیعوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ شیعہ صحابہؓ کو نہیں مانتے، یہ بالکل سراسر غلط ہے، یہ شیعوں پر بہتان عظیم ہے۔ ہمارے نزدیک وہ شیعہ ہی نہیں جو اصحاب رسولؐ کا دشمن ہے۔ (لمعۃ الانوار ص ۳۳۲ طبع دوئم)

## مفتی جعفر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:۔

کیا سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمار یاسرؓ، جناب بن ارتؓ، بلال بن رباحؓ، قیس بن سعدؓ، جاریہ بن قدامہؓ، حجر بن عدیؓ، حذیفہؓ ابن یمان، احنف بن قیسؓ، عمرو بن الحمقؓ، عثمان بن حنیفؓ ایسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو اہل اسلام فراموش کر سکتے ہیں؟ جنکی جاں فروشانہ خدمات کے تذکروں سے تاریخ اسلام کا دامن چھلک رہا ہے۔

(شرح صحیفہ کاملہ ص ۱۲۵ لاہور)

## کربلا میں صحابہ کرامؓ:۔

خود کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھیوں میں حضرت انس بن حارث الکاہلی بدریؓ، حضرت مسلم بن عوسجہؓ، حضرت حبیب ابن مظاہر اسدیؓ، عبدالرحمٰن بن عبد رب انصاریؓ، زاہر بن عمرو اسلمیؓ، مجمع بن زیادؓ، شبیب بن عبداللہؓ، مسلم ابن کثیرؓ، حجاج بن زیدؓ یہ سب صحابہ رسولؐ تھے بالاتفاق۔ پھر حضرت حسینؑ کے انتقام لینے والوں میں سب سے پہلا نام سلمان بن صرد خزاعی کا ہے جو خون حسینؑ کا انتقام لینے والوں کے سربراہ تھے اور صحابی رسولؐ تھے۔ (طبقات ابن سعد حصہ ششم ص ۵۸ نفیس اکیڈمی کراچی)

## شیعوں پر تبرے بازی کا الزام:۔

فطرت کا قانون ہے کہ ہر Action کا Reaction ہوتا ہے۔ تبرے بازی کے بارے میں پہلا سوال یہ ہے کہ اسکی ابتداء کس نے کی؟ تمام مورخین نے اعتراف کیا ہے کہ تبرے بازی کے موجد حضرت امیر معاویہ ہیں۔ شاہ معین الدین احمد ندوی نے لکھا ''امیر معاویہ نے اپنے زمانے میں برسرمنبر حضرت علیؑ پر سب وشتم (گالم گلوچ) کی مذموم رسم جاری کی تھی اوران کے تمام گورنر اس رسم کو ادا کرتے تھے۔

(تاریخ اسلام حصہ اول ص ۳۵۶ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ''حدیثوں کی تدوین بنی امیہ کے زمانے میں ہوئی تھی جنہوں نے پورے نوے (۹۰) سال سندھ سے ایشیائے کوچک اور اندلس تک تمام مساجد جامع میں آل فاطمہؑ کی توہین کی اور ہر جمعہ کے دن برسرمنبر حضرت علیؑ پر لعن کہلوایا۔ سیکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں''۔

(سیرۃ النبی جلد ا ص ۳۹ مطبوعہ لاہور)

ملک مقدم علی سابقہ جسٹس وفاقی شرعی عدالت لکھتے ہیں ''واضح رہے کہ حضرت علیؑ پر سب وشتم (لعن طعن) کے ثبوت کے لئے نہ صرف تمام کتب تاریخ بھری پڑی ہیں بلکہ کتب احادیث میں بھی بے شمار حوالے موجود ہیں۔ حضرت علیؑ کی شہادت اور بالخصوص حضرت حسنؑ کی امیر معاویہ کے مقابلے میں خلافت سے دستبرداری کے بعد اس ظلم کو یک طرفہ جاری رکھنے کا آخر کیا جواز ہو سکتا تھا؟ میں متعدد حوالوں کے ذریعے یہ بات ثابت کر چکا کہ حضرت حسنؑ نے شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی لکھوائی

تھی کہ ہمارے والد اور ہمارے گھرانے پر سب وشتم (گالم گلوچ) کا سلسلہ بند ہو، یا کم سے کم ہمارے سامنے ایسا نہ ہو، یہ شرط طے ہوگئی، مگر افسوس اسکی پابندی نہ کی گئی۔ جیسا کہ مورخ ابو الفدا اور دوسرے سب مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ پر سب و شتم کی مہم باقاعدہ سرگرمی کے ساتھ اس وقت دوبارہ شروع ہوئی جب امیر معاویہ کا کامل تسلط ہو چکا تھا اور بظاہر کوئی اختلاف بھی فضا میں موجود نہ تھا"۔ (خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ ص ۱۴۴ طبع لاہور)

علامہ اسلم جیراجپوری نے لکھا "خلفائے بنی عباس کے وزیر عبدالملک کندری نے سلطان طغری کے عہد میں ممبروں پر رافضیوں (شیعوں کا طنزیہ نام) اور اشعریوں (سنیوں کا فرقہ) پر لعنت بھیجنے کا دستور نکالا، جسکی وجہ سے بہت سے ائمہ مثلاً امام الحرمین غزالی اور ابو القاسم قشیری ترک وطن کر کے حجاز چلے گئے۔ پھر نظام الملک نے اس کو بند کیا اور ان لوگوں کو واپس بلایا"۔ (تاریخ الامت ص ۶۹، ۴۷۰ طبع لاہور)

آج بھی یہ سلسلہ چند جاہل ملئے جاری رکھے ہوئے ہیں جنکو سعودیہ اور گلف وغیرہ سے بڑی امداد مل رہی ہے۔ اہلسنت علماء انکو ناصبی کہتے ہیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں "امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سبطین شہیدین رضی اللہ عنہما و دیگر اکابر اہل بیتؑ کے حق میں سوقیانہ دل آزاری اُن کا محبوب مشغلہ ہے جو مسخ قلوب اور سلب ایمان کی واضح علامت ہے"۔

(رسالہ بنیات جنوری ۱۹۸۶ء)

اہلسنت کے اسکالر وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس ملک غلام علی نے لکھا "حقیقت یہ ہے کہ ناصبیت جدیدہ جسے ہمارے بعض علماء اور اہل مدرسہ تقویت بہم

پہنچا۔ ہے ہیں یہ ناصبیت قدیم سے بھی بازی لے گئی ہے۔

(خلافت وملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ ص ۱۳ طبع لاہور)

پھر یہی لوگ زور و شور سے یہ پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ شیعہ ہمارے اکابرین کو برا کہتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے شیعہ کو قتل کرنے کی سازش بنائی اور سپاہ صحابہ، لشکر جھنگوی تک نوبت پہنچی۔ بے شمار ڈاکٹروں، علماء، دانشوروں کو بے گناہ قتل کیا، مسجد میں ہزاروں نمازیوں کو نماز پڑھتے ہوئے شہید کیا۔ افسوس ہے کہ سنی علماء اور اکابرین ان سے ہمدردی رکھتے ہیں، کبھی کھل کر انکی مذمت تک نہیں کرتے۔ بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ میں ایسے راویوں کے بیانات کو جگہ دی گئی ہے جو حضرت علیؑ پر کھل کر لعن طعن کیا کرتے تھے اور جنکا ناصبی ہونا مسلم تھا، جیسے عمران بن حطان جس نے حضرت علیؑ کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم کی تعریف میں اشعار کہے کہ ''کیا کہنا اس متقی کی ضربت کا جس کا مقصد صرف رضائے الٰہی تھا''۔ (ابن حنبل، ذخائر العقبیٰ، ابو حاتم)

امام بخاری کے ایک راوی کے بارے میں لکھا ہے ''حریز بن عثمان کٹر قسم کے خارجی مشہور ہیں۔ ان کا معمول تھا کہ صبح و شام ستر مرتبہ حضرت علیؑ پر لعن کیا کرتے تھے اور نماز میں جاتے تھے تو ہر نماز کے بعد علیؑ پر ستر دفعہ لعنت کئے بغیر باہر نہیں نکلتے تھے''۔ (اعجاز القرآن ص ۲۵۲ عمادی)

عظیم عالم علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں کہ شیعوں نے ایک جھوٹی حدیث بنا کر مشہور کی یا علی انت منی بمزلة هارون من موسىٰ (بخاری) ''اے علی تم میرے لئے ایسے ہی جو جیسے ہارون موسیٰ کیلئے تھے''۔ حالانکہ حضورؐ نے یوں فرمایا تھا انت منی بمزلة قارون من موسىٰ ''تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ کیلئے

قاروارا"۔ (معاذ اللہ) (اعجاز القرآن واختلاف قرأت۔ ص ۳۵۲)

آگے لکھتے ہیں بہر حال محدثین اہلسنت انکی حدیثیں روایت کرتے ہیں اور انکو ثقہ سمجھتے ہیں۔

تمام علماء اہلسنت کے نزدیک اگر پہلے دوسرے خلیفہ کو کچھ کہہ دیا جائے تو اسکا ایمان مشکوک ہو جاتا ہے، تو اب اسکے ایمان کو بھی بیان فرمائیں جس نے چوتھے خلیفہ پر لعن طعن شروع کیا۔ اصل مجرم وہی ہوتا ہے جو جرم کو شروع کرے وہی تمام عواقب ونتائج کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ تاریخ سے فیصلہ فرمائیں کہ تبرے کی ابتداء کس نے کی اور ۹۰ سال تک تمام عالم اسلام کے ممبران پر ہر جمعہ حضرت علیؑ پر لعن طعن کس نے کروائی؟ وہی تبرے بازی کے اصل موجد اور ذمہ دار ہیں۔ شیعہ کا طرز عمل صرف اسکا ردعمل ہے۔ اگرچہ تمام شیعہ ایسا نہیں کرتے اور نہ ایسا کرنا چاہیئے۔ سخت گناہ ہے۔

## ازواج رسولؐ امہات المومنین ہیں:۔

علامہ علی نقی مجتہد نے اپنی تفسیر میں لکھا "آنحضرتؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں"۔ (فصل الخطاب جلد ۲ ص ۱۱۱ طبع لاہور)

"دوسرا حکم پیغمبر اکرمؐ کی بیویوں کے سلسلے میں ہے کہ وہ تمام مومنین کیلئے ماں کی حیثیت رکھتی ہیں البتہ معنوی اور روحانی مائیں ہیں۔ جیسا کہ خود پیغمبر اکرمؐ امت کے روحانی اور معنوی باپ ہیں"۔

(تفسیر نمونہ جلد ۱۷ ص ۱۷۹ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی)

## ام المومنین عائشہؓ کا قصہ افک:۔

ام المومنین عائشہؓ کا عملاً افک سے پاک ہونا واجب ہے، جسکا مستقل طور پر عقل حکم دیتی ہے کیونکہ انبیاءؑ کا ادنیٰ سے ادنیٰ عیب سے پاک ہونا واجب ہے۔ بخدا ہم (شیعہ) ام المومنین عائشہؓ کی برأت (پاک دامنی) کیلئے کسی دلیل کے بھی محتاج نہیں۔ (فصول المہمہ ترجمہ مفتی عنایت علی شاہ ص ۲۲۱ طبع ملتان)

شیعہ مذہب کے علماء نے عقلاً ثابت کیا ہے کہ صرف انبیاءؑ ہی نہیں ان کے اوصیاء کی ازواج بھی بدکردار نہیں ہوسکتیں۔

(امالی جلد ۲ مجلس ۳۸ بحوالہ فصول المہمہ ص ۲۲۲)

شیعہ غریب بس یہ ضرور کہتے ہیں کہ جب قرآن میں ازواج رسول کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وقرن فی بیوتکن "اپنے گھروں میں بیٹھی رہو" تو پھر ام المومنین حضرت عائشہؓ پر بھی شرعاً واجب تھا کہ حضرت علیؑ سے لڑنے بصرہ نہ جاتیں اور قرآن مجید کے حکم کی پابندی فرماتیں۔ اسکے علاوہ بی بی کیلئے کچھ کہنا صحیح نہیں۔

فقط والسلام ڈاکٹر سید حسن رضوی

# اسی مصنف کے قلم سے

۱۔ قرآن مبین: قرآن مجید کا آسان ترین واضح اردو ترجمہ
۲۔ خلاصۃ التفاسیر: مختلف مکاتبِ فکر کی تفاسیر کا خلاصہ باتفسیر اہل بیتؑ (۳۰ جلد)
۳۔ اصول کافی کا منتخب آسان ترین ترجمہ (اردو، انگریزی)
۴۔ روح قرآن: قرآن مجید کے موضوعات کا خلاصہ
۵۔ روح اور موت کی حقیقت
۶۔ کلامِ شاہ بھٹائی: اردو ترجمہ کا انتخاب اور ترتیب
۷۔ قرآن مجید کا لفظی انگریزی ترجمہ
۸۔ شیعہ عقائد و اعمال کا تعارف سنی کتابوں سے (اتحاد بین المسلمین کی ایک عملی کوشش)
۹۔ قرآن مجید کے (۳۰) اہم ترین سورتوں کی تفسیر
۱۰۔ قرآن مجید کے سو (۱۰۰) موضوعات کی تفسیر موضوعی
۱۱۔ اثبات و معرفتِ خدا (جدید علوم کی روشنی میں)
۱۲۔ ائمہ اہلبیتؑ کی معرفت اہلسنت کی کتابوں سے
۱۳۔ حضرت امام مہدیؑ کی معرفت اور ہماری ذمہ داریاں
۱۴۔ انتخاب صواعق محرقہ (ولایت علی ابن ابی طالب)
۱۵۔ اصول دین (تفسیر موضوعی)

اکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ
B-285 بلاک 13 فیڈرل بی ایریا، کراچی فون 6364519